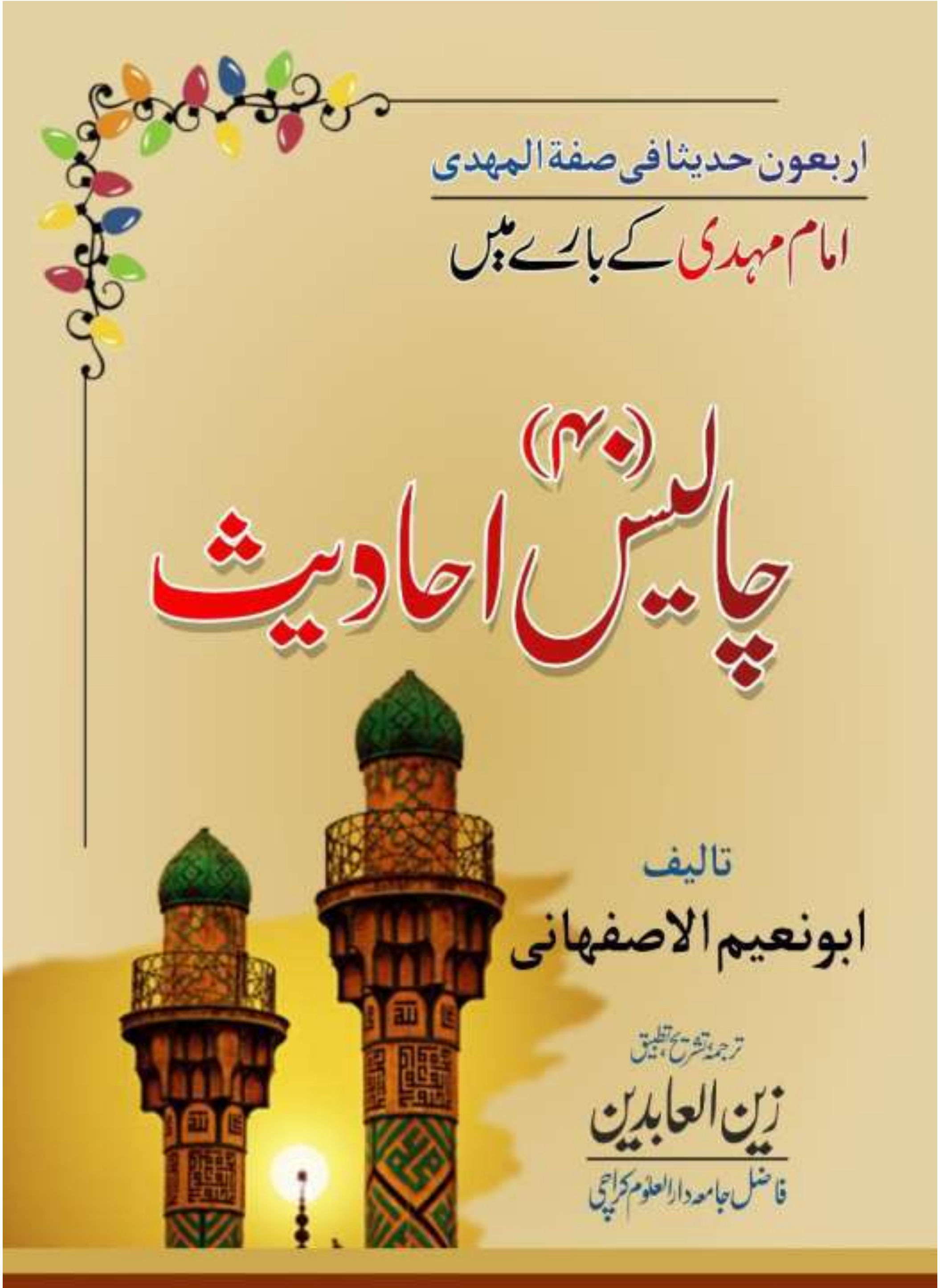

اربعون حدیثا فی صفة المهدی
امام مہدی کے بارے میں
(۴۰)
چالیس احادیث
تالیف
ابونعیم الاصفہانی
ترجمہ، تشریح، تطبیق
زین العابدین
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

أربعون حديثا في

صفة المهدي

تاليف

للإمام أبي نعيم الأصبهاني

اردو ترجمہ، تشریح اور تطبیق
زین العابدین
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

فہرست



علامہ اصفہانی رحمہ اللہ کی تالیف کے مخطوطے کا عکس

حتى يملك رجل من اهل بيتي يفتح القسطنطينية وجبل الديلم
ولو لم يبق من الدنيا الا يوم لطول الله ذلك اليوم حتى يفتحها
الحديث السابع والثلثون عن قيس بن جابر عن ابيه عن جده
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال سيكون بعدى خلفاء
امراء وبعد الامراء ملوك جبابرة ثم يخرج رجل من اهل بيتي
يملا الارض عدلا كما ملئت جورا الحديث الثامن والثلثون
عن ابي هريرة عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم منا الذي يصلي عيسى بن مريم خلفه
الحديث التاسع والثلثون عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه
ينزل عيسى بن مريم عليه السلام فيقول اميرهم المهدي تعال صل
بنا فيقول الا ان بعضكم على بعض امراء تكرمة الله عز وجل
هذه الامة الحديث الاربعون عن عبد الله بن عباس قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لن يهلك امة انا في اولها
وعيسى بن مريم في آخرها والمهدي في وسطها والله اعلم
تمت الاربعون في ١٩ رجب سنة ٨٣٨

دستخط شاعر استاد فخر الدین

سال ٨٣٨ ہجری قمری

مخطوطے کے آخری صفحے کا عکس

پیش لفظ

الحمد لله ربّ العالمين والصلوة على سيد الأنبياء والمرسلين و على آله الطيبين الطاهرين و صحابته الغُرّ الميامين و على كل من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين. أما بعد!

زیرِ نظر کتاب "الأربعون حديثا في صفة المهدي" کے نام سے ابو نعیم الاصفہانی رحمہ اللہ کی تالیف ہے، آپ چوتھی صدی ہجری کے ایک عظیم محدث گزرے ہیں۔ اس میں آپ نے حضرت امام مہدی کے متعلق چالیس احادیث جمع کی ہیں۔ علامہ مقدسی شافعی رحمہ اللہ نے عقد الدرر میں آپ کی اس کتاب کا نام "صفة المهدي" ذکر کیا ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اس پر چند احادیث و آثار کا اضافہ کر کے اسے العرف الوردي في أخبار المهدي کے نام سے مرتب فرمایا جو الحاوی للفتاوی کا حصہ ہے۔ بندہ نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے اور موجودہ حالات کی روشنی میں اس کی تشریح و تطبیق کی ہے۔

حضرت امام مہدی کا ظہور علاماتِ قیامت میں سے ہے، اس پر (صحیح و حسن سمیت) اتنی حدیثیں دلالت کرتی ہیں جو معنوی تواتر کی حد تک پہنچتی ہیں۔ ان احادیث کی نقل و روایت، شرح و تفصیل اور موجودہ حالات پر اس کا انطباق وقت کا تقاضا ہے۔ صحابہ کرام اور سلفِ صالحین کا طریقہ یہی تھا کہ وہ حالات کو روایات کی روشنی میں پرکھتے تھے، اور نبوی ارشادات سے روشنی پاتے تھے۔۔ ہم اور ہماری آنے والی نسل جن خوفناک فتنوں کی زَد میں ہے ان سے حفاظت کے لئے آج ہم کہیں زیادہ اس روشنی کے محتاج ہیں۔ سیکولر ازم اور لبرل ازم کے طوفانِ بلاخیز کے سامنے دین و ایمان کی کشتی ہچکولے

کھا رہی ہے۔ کفر کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے اور مسلمان مرعوبیت و مغلوبیت کی انتہا پر ہیں۔ اور بہ ظاہر دور دور تک غلبہ اسلام یا قیامِ خلافت کا کوئی منصوبہ کامیاب ہوتا نظر نہیں آرہا ہے۔

لیکن ان سب کے باوجود اس لٹی پٹی امت کے پاس نبوت کے نور سے منور روایات ہیں جو روشن مستقبل کی نوید دیتی ہیں۔ یقین بھری پیشین گوئیاں ہیں جو اس کو عظمتِ رفتہ کی یاد دلاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے وہ وعدے ہیں جو اس نے نبی اکرم ﷺ سے کئے ہیں، ان میں سے کئی پورے ہو چکے ہیں اور جو ابھی تک ناتمام ہیں وہ بھی بہت جلد حقیقت بننے والے ہیں۔

حضرت امام مہدی کا ظہور ظلم وجَور کے دور میں ہو گا، مسلمان ظلم و ستم کے شکار ہوں گے اور گمراہیوں کے اندھیرے میں جنت کے متلاشی۔ آپ ہی وہ شخصیت ہوں گے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ دین کو از سرِ نو زندہ کریں گے۔ امت ناز و نعمتوں میں ہو گی اور کفر و کافر مغلوب۔ چھینے گئے مقبوضات واپس مل جائیں گے، یہاں تک کہ کفر کے گڑھ میں اسلام کا جھنڈا لہرائے گا۔

آپ کے ظہور سے پہلے واضح علامات بھی بتائی گئی ہیں، کہ امت کسی دھوکے یا فتنے میں مبتلا نہ ہو جائے۔ یہ علامات تین قسم کی ہیں۔

(۱) علاماتِ شخصیہ: جن میں حضرت امام مہدی کی ذات سے متعلق مختلف پیشین گوئیاں کی گئی ہیں۔ مثلاً آپ کا نام و کنیت، والد کا نام، شکل وصورت، قد و قامت، رنگت، نسبی تعلق وغیرہ۔

(۲) علاماتِ زمانیہ: وہ علامات جو آپ کے ظہور سے پہلے کے دَور کے بارے میں منقول ہیں۔ مثلاً آپ سے پہلے ظلم عام ہو جائے گا، گمراہی، فتنے اور غلط افکار و نظریات پھیل جائیں گے۔ عراق پر اقتصادی پابندیاں لگ جائیں گی، شام میں بچوں سے ایک فتنہ شروع ہو گا جو جنگ میں تبدیل ہو جائے گا۔ خراسان کے خطے سے کالے جھنڈے بر آمد ہوں گے۔ یمن والے حجاز سے جلا وطن کئے جائیں گے،

اور پھر اُن سے لڑائی کریں گے۔ اسرائیل کا قیام اور یہودیوں کی بالادستی۔ مختلف ملکوں پر قابض آمروں کا سقوط۔ مختلف قسم کی شخصیات جیسے سفیانی، یمانی کا ظہور وغیرہ۔

(۳): علاماتِ مکانیہ: وہ مختلف خطے جن کا امام کی پیدائش، ظہور و بیعت اور خلافت سے تعلق ہے۔ جیسے آپ کا مقامِ پیدائش، کرعہ کی بستی، یمن سے آپ کا وطنی تعلق، خراسان میں جہاد، بیت اللہ کے پاس آپ کی بیعت، مدینہ کے قریب بیدا میں آپ کے خلاف نکلنے والی فوج کا زمین میں دھنس جانا، شام میں رومی عیسائیوں سے لڑائی، بیت المقدس کا مرکزِ خلافت بننا وغیرہ۔

ان میں بہت سی علامات زیرِ نظر کتاب کی روایات میں بھی مذکور ہیں۔ اور بندہ نے ان کی تشریح کے ساتھ ساتھ تطبیق بھی کی ہے۔ ان روایات کی تطبیق میں زیادہ تر شیخ حسن التہامی حفظہُ اللہ وفکَّ أسرَہٗ (اللہ تعالیٰ انہیں جلد از جلد قید سے رہائی نصیب فرمائے، آمین) کی بیان کردہ تطبیقات پر اعتماد کیا گیا ہے، آپ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت امام مہدی کی روایات کی فہم کا خصوصی ذوق نصیب فرمایا ہے، اور اس موضوع پر آپ اتھارٹی سمجھے جاتے ہیں۔

علاماتِ قیامت کی تطبیق انتہائی احتیاط کا تقاضا کرتی ہے، اس کے لئے اگر ایک طرف روایات واحادیث کے عمیق علم کی ضرورت ہے تو دوسری طرف موجودہ حالات سے واقفیت بھی چاہئے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ کسی ایک روایت پر مدار نہ ہو بلکہ ایک مفہوم کی تمام روایات زیرِ نظر رہنی چاہئیں، پھر موجودہ حالات میں کسی واقعے پر تطبیق دینے کے لئے ضروری ہے کہ اُس کی مکمل تفصیل سامنے ہو محض سطحی علم نہ ہو۔ نیز تطبیق کو اس وقت تک قطعی نہ سمجھے جب تک یقین نہ ہو۔

دوسری جانب ان روایات کی تطبیق اس وقت کی اہم ذمہ داری ہے۔ یہ روایات گویا ہمارے لئے ہی بیان ہوئی ہیں، اور ہمیں ہی رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ ان کی روشنی میں ہمیں آگے بڑھنا ہے۔ ان میں سے ایک ایک روایت (چاہے وہ ضعیف کیوں نہ ہو) ہزارہا انسانی تجزیوں اور تحقیقات سے بھاری

ہے۔ جبکہ اس موضوع سے متعلق متعدد ضعیف روایات دن کی روشنی کی طرح واضح طور پر صادق آچکی ہیں، اور ان میں وحی کا نور جھلکتا ہے۔

اس لئے کئی ضعیف روایات کے ضعف سے قطع نظر ان کی تطبیق کر دی گئی ہے۔ کیونکہ علاماتِ قیامت کے متعلق روایات کا ضعف ایسا نہیں ہے جس طرح دوسرے موضوعات سے متعلق مرویات کا ہے، واقعات ان روایات کی تصدیق کرتے ہیں اور جب کسی روایت کی تصدیق خارج میں واقعے کے ذریعے ہو جائے تو یہ اس کی صحت کی قوی ترین دلیل بن جاتی ہے۔ نیز بہت سی روایات کا ضعف شواہد سے منجبر ہو جاتا ہے، اس لئے شواہد بھی ذکر کر دی گئی ہیں۔ احادیث و روایات کی تخریج میں زیادہ تر ابو یعلی البیضاوی کی تخریج پر اعتماد کیا گیا ہے۔ بعض روایات کے لئے خود بھی اصل مصادر کی طرف رجوع کر کے اُن کی تخریج کی گئی ہے اور احادیث کا نمبر بھی درج کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو شرفِ قبول نصیب فرمائیں اور حضرت امام مہدی کی بیعت و نصرت کے لئے انصار میں شامل فرمائیں۔ اور امت کو ایک بار پھر خلافت علی منہاج النبوت کے سائے میں امن وعدل سے نوازے، آمین

تذکرۂ مصنف

آپ کا نام احمد بن احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران المہرانی الاصفہانی الصوفی ہے۔ آپ کی ولادت اصفہان میں رجب ۳۳۶ھ میں ایک علمی گھرانے میں ہوئی۔ آپ کا شمار عظیم محدثین میں ہوتا ہے، حدیث اور متعلقات حدیث کے علوم میں آپ کو کمال کا درجہ حاصل تھا، حدیثیں سننا اور ان کی جمع و تالیف آپ کی غذا تھی، اس کے علاوہ دیگر علوم جیسے تفسیر، تاریخ، فقہ اور قراءت میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا اور ان میں آپ کی تصنیفات موجود ہیں۔ آپ مسلکا شافعی تھے۔

حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں آپ کی 29 کتابوں کی فہرست دی ہے، جن میں درج ذیل زیادہ مشہور ہیں۔

معرفة الصحابه، دلائل النبوة، المستخرج على البخاري، المستخرج على المسلم، تاريخ أصبهان، صفة الجنة، كتاب الطب، فضائل الصحابة، المعتقد، حلية الأولياء و طبقات الأصفياء، الأربعون حديثا في المهدي .

محرم ۴۳۰ ہجری میں ۹۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔

حدیث (۱)

امام مہدی کی مدت خلافت

(۱): عن أبي سعيد رضي الله عنه عن النبي ﷺ قَالَ: يَكُونُ فِي أُمَّتِيْ المَهْدِيُّ، إِنْ قُصِرَ عُمْرُه فَسَبْعُ سِنِيْنَ وَ إِلَّا فَثَمَان، وَ إِلَّا فَتِسْعُ سِنِيْنَ، تَنْعَمُ أُمَّتِيْ فِي زَمَانه نَعِيْمًا لَمْ يَتَنَعَّمُوا مِثْلَه قَطُّ، البَرُّ وَ الفَاجِرُ، يُرْسِلُ اللهُ السَّمَاءَ عَلَيْهِمْ مِدْرَارًا، مدرارا ولَا تَدَّخِرُ الأَرْضُ شَيْئًا مِنْ نَبَاتِهَا.[1]

ترجمہ: ”نبی ﷺ نے فرمایا: میری امت میں مہدی ہوں گے، اُن کی عمر کم از کم سات یا آٹھ سال ہو گی ورنہ نو سال ہو گی۔ آپ کے زمانے میں میری امت ایسی خوشحال ہو گی جو اس پر کبھی نہیں آئی ہو گی۔ نیک و بد سب خوشحال ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان پر آسمان سے مسلسل بارش برسائے گا۔ اور زمین اپنی پیداوار میں سے کچھ بھی نہیں روکے گی۔“

تشریح: حضرت امام مہدی اس امت کے آخری دور میں ظاہر ہوں گے، آپ نبوت کے منہج و طرز پر خلافت قائم فرمائیں گے۔ یہ اگرچہ مختصر عرصے کے لئے ہو گی لیکن اس مختصر مدت میں اللہ تعالیٰ دین کے غلبے اور کفار کی مغلوبیت اور امت کی خوشحالی کے وہ تمام وعدے پورے فرمائیں گے جو نبی ﷺ سے کئے ہیں۔

آپ کی یہ عمر جو اس حدیث میں مذکور ہے بیعت کے بعد کی ہے، یعنی خلیفہ بننے کے بعد آپ کا دورِ حکومت سات، آٹھ یا نو سال ہو گا۔ جب آپ عالمِ اسلام کے متفقہ خلیفہ بن جائیں گے۔ عیسائیوں کو جنگِ عظیم میں شکست ہو جائے گی، یہودیوں کو بیت المقدس سے بے دخل کر دیا جائے گا۔ یہاں

(1) أخرجه نعيم بن حماد في الفتن (١١٢٧) وابن ماجة ٤٠٨٣، مسند أحمد ١١٢٢٨، سنن الترمذي ٢٢٣٢، مصنف ابن أبي شيبه ٤٠٤٣٢)

امن اور خیر و برکت کے ہوں گے۔ اس کے بعد دجالی فتنہ شروع ہو جائے گا۔ اس کے بعد آپ قسطنطنیہ (شہر) فتح کریں گے۔ سنن ابو داود میں حضرت عبد اللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ:

بَيْنَ الْمَلْحَمَةِ وفَتْحِ المَدِيْنَةِ سِتٌّ سِنِيْنَ ويَخْرُجُ المَسِيْحُ الدَّجَّالُ فِي السَّابِعَةِ.[1]

"الملحمہ کبریٰ (جنگِ عظیم) اور شہر قسطنطنیہ کی فتح کے درمیان چھ سال کا فاصلہ ہو گا، اور ساتویں سال دجال کا خروج ہو گا۔"

مدینہ سے مراد مدینۃ النبی نہیں بلکہ اس سے قسطنطنیہ (موجودہ استنبول) مراد ہے، اس، کیونکہ مدینہ تو شروع میں ہی فتح ہو چکا ہو گا۔ یعنی قسطنطنیہ کی فتح تک کم از کم چھ سال گزر چکے ہوں گے، ساتویں سال دجال ظاہر ہو جائے گا۔ دجال کی زندگی خروج کے بعد چالیس دن ہو گی، جس میں پہلا دن ایک سال کے برابر، دوسرا دن ایک مہینے کے برابر، تیسرا دن ایک ہفتے کے برابر اور باقی ایام حسبِ معمول ہوں گے۔ اس حساب سے اس کی عمر ایک سال دوماہ اور دو ہفتے ہو گی، یعنی تقریباً سوا سال ہو گی۔ اس مدت میں اس کا مقابلہ حضرت امام مہدی ہی کے ساتھ ہو گا۔ پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو گا اور آپ دجال کو قتل کریں گے تو یہ حضرت امام مہدی کا نواں سال ہو گا، جس کے بعد آپ کا انتقال ہو جائے گا۔ واللہ اعلم

آپ کی خلافت میں امت نعمتوں میں ہو گی۔ اللہ تعالیٰ خیر وبرکت عام فرمائیں گے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يخرُجُ فِي آخِرِ أُمَّتِي المَهْدِيُّ، يَسْقِيهِ اللهُ الغَيْثَ، تُخْرِجُ الأَرضُ نَبَاتَهَا و يُعطِي المَالَ صَحَاحًا، وَ تَكْثُرُ المَاشِيَةُ، وَ تعظُمُ الأُمَّةُ، يَعِيشُ سَبْعًا أو ثَمَانِيًا يعني حججا.[2]

---

(1) (أبو داود رقم: ٤٢٩٦)

(2) رواه الحاكم فيي المستدرك و قال هذا حديث صحيح الإسناد و لم يخرجاه ووافقه الذهبي.

”میری امت کے آخر میں مہدی نکلیں گے، اللہ تعالیٰ انہیں بارش کے ذریعے سیر اب کرے گا۔ زمین اپنی پیداوار نکالے گی۔ آپ مال ہر ایک کو برابر دیں گے۔ اور مویشیوں کی کثرت ہو گی، اور امت کو عظمت حاصل ہو گی یا امت کے افراد بڑھ جائیں گے۔ سات یا آٹھ سال آپ زندہ رہیں گے۔“

نعمتوں کی کثرت کی ایک وجہ یہ بھی ہو گی کہ پورے عالمِ اسلام کا سرمایہ ایک ایسے امام عادل کے ہاتھ میں آجائے گا جو اسے سب مسلمانوں پر برابر تقسیم فرمائیں گے، اور نیک یا بد کسی کو محروم نہیں کریں گے۔ دوسری جانب بارشیں بھی اتنی کثرت کے ساتھ برسیں گی کہ فصلیں اور باغات خوب پھلے پھولیں گی، اور زمین اپنی پیداوار پوری دے گی۔ جس کی وجہ سے عالمِ اسلام میں خوشحالی آئے گی۔

حدیث (۲)

ظلم وجَور کے بعد عدل وانصاف

(۲) عن أبي سعيد رضي الله عنه عن النبي ﷺ تُمْلأُ الأَرْضُ ظُلْمًا وجَوْرًا فَيَقُوْمُ رَجُلٌ مِنْ عِتْرَتِي فَيَمْلَؤُهَا قِسْطًا وعَدْلًا، يَمْلِكُ سَبْعًا أَوْ تِسْعًا. (1)

ترجمہ: "جب زمین ظلم اور جَور سے بھر جائے گی، تو میری عترت میں سے ایک شخص کھڑے ہوں گے، وہ اسے انصاف اور عدل سے بھر دیں گے۔ آپ سات سال یا نو سال تک حاکم رہیں گے۔

تشریح: حضرت امام مہدی کے ظہور کی ایک نشانی جس کا کثرت سے احادیث میں تذکرہ ہے یہ ہے کہ آپ سے پہلے زمین میں ظلم وجَور عام ہو جائے گا اور پوری زمین ظلم سے بھر جائے گی۔ اس ظلم میں جابر و ظالم حکام کا بھی دخل ہو گا اور جنگوں اور لڑائیوں کا بھی حصہ ہو گا۔ اس کے علاوہ معاشرے میں طاقتور و بالادست، کمزور پر ظالم بن جائے گا۔ امام مہدی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ عدل وانصاف والا نظام قائم فرمائیں گے۔ جابر حکام سے لوگوں کی گلوخلاصی ہو جائے گی اور ظالموں سے حق چھین کر مظلوموں کو دلوایا جائے گا۔ نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں ابورؤبہ کی ایک روایت نقل کی ہے کہ:

المَهْدِيُّ كَأَنَّمَا يُلعِقُ المَسَاكِينَ الزُّبْدَ.

"مہدی اتنے رحم دل ہوں گے کہ گویا مسکینوں کو مکھن چٹوائیں گے۔"

عن جعفر بن سيّار الشامي قال: يبلُغ مِن رَدِّ المَهدِيِّ المَظَالِم حتى لَو كَانَ تَحْتَ ضِرْسِ إِنْسَانٍ انْتَزَعَه حَتى يَرُدَّه. (2)

---

(1) (مسند أحمد ١١٦٦٥، المستدرك على الصحيحين ٨٦٦٩)

2) أخرجه نعيم بن حماد في كتاب الفتن)

”امام مہدی ظلم کا بدلہ لیں گے یہاں تک کہ اگر کسی مظلوم کا حق کسی انسان کے جبڑوں کے نیچے دبا ہوا ہو تو اس سے بھی کھینچ کر دلوا دیں گے۔“

جَور، ٹیڑھ پن کو کہتے ہیں، یعنی گمراہی اور غلط افکار و نظریات عام ہو جائیں گے۔ اس کا مشاہدہ ہم کر رہے ہیں کہ امت میں اسلام و شریعت کے مخالف کتنے اعتقادات و گمراہاں عام ہیں۔ کوئی میدان ایسا باقی نہیں رہا جو نبوی معیار پر باقی ہو، مناہج و طریق کار میں تقابل و تنافر کی ایک فضا ہے۔ مجموعی لحاظ سے معاشرہ صراطِ مستقیم کی بجائے ٹیڑھے راستوں پر چل رہا ہے۔ اسی جَور کو سیدھا کرنے کے لئے امام مہدی تشریف لائیں گے۔ آپ دین کو اصل شکل و صورت میں زندہ فرمائیں گے۔ امام ابو جعفر محمد الباقر رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ جب امام مہدی نکلیں گے تو کس کی سیرت پر چلیں گے؟ آپ نے فرمایا:

يَهْدِمُ مَا قَبْلَه كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللهِ وَ يَسْتَأْنِفُ الإِسلامَ جَدِيْدًا. (عقد الدرر)

گزشتہ رسوم و رواج کا خاتمہ فرمائیں گے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے جاہلیت کے رسموں کو ختم فرمایا، اور اسلام کو از سرِ نو تازہ فرمائیں گے۔

حدیث (۳)

امام مہدی عترت رسول (اہلِ بیت نبی) سے ہوں گے۔

(۳):عن أبي سعيد رضي الله عنه قال: قَالَ النبيﷺ: لا تَنْقَضِي السَّاعَةُ حتّىٰ يَمْلِكَ الأرضَ رجلٌ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِيْ، يَمْلأُ الأَرضَ عَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ قَبْلَه جَوراً يَمْلِكُ سَبْعَ سِنِيْنَ. (1)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص زمین کا مالک نہ بن جائے، وہ زمین کو عدل سے ایسے بھر دیں گے جیسے کہ وہ آپ سے پہلے ظلم سے بھری ہوئی تھی۔ آپ سات سال تک حکمران رہیں گے۔

تشریح: عترت قریبی رشتہ داروں کو کہتے ہیں، اور یہ آپ ﷺ کے وہ رشتہ دار ہیں جنہیں حدیث کساء میں ذکر کیا گیا ہے، صحیح مسلم میں نقل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت نقل کی ہے کہ:

خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعَرٍ أَسْوَدَ، فَجاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ، ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا، ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا. (2)

"رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے جبکہ آپ سیاہ بالوں کی ایک منقش چادر پہنے ہوئے تھے، تو حسن بن علی (رضی اللہ عنہما) آئے، آپ نے انہیں اندر داخل کیا، پھر حسین آئے وہ بھی ان کے ساتھ داخل ہوئے، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں تو آپ نے انہیں بھی چادر میں داخل کر لیا، اس کے بعد

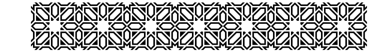
(1) أخرجه أحمد في مسنده ۳۵۷۳، مسند أبي يعلى، المستدرك على الصحيحين
(2) (مسلم ۲٤۲٤)

حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے انہیں بھی اندر داخل کر لیا، اس کے بعد آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پڑھا:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (الأحزاب)

”اے نبی کے اہلِ بیت! (گھر والو) اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور رکھے، اور تمہیں ایسی پاکیزگی عطا کرے جو ہر طرح مکمل ہو۔“

اگر چہ اہلِ بیت کا اطلاق ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن پر بھی ہوتا ہے لیکن عترتِ رسول صرف آپ کی اولاد کو کہا جاتا ہے۔ اور حضرت امام مہدی بھی آپ ﷺ کی عترت میں سے ہوں گے۔



حدیث (۴)

کتاب، سنت اور عترت

(٤) عن الزهري عن الحسين: أنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِفَاطِمَةَ: المهديُّ مِن ولَدِكِ.[1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ے فرمایا: مہدی آپ کی اولاد سے ہوں گے۔

تشریح: یعنی حضرت امام مہدی کا نسبی تعلق آپ ﷺ سے ہو گا۔ اور نسبی تعلق کی وجہ سے آپ اُن خصوصیات کے حامل ہوں گے جو اہلِ بیت کا خاصہ ہے۔

گمراہی سے حفاظت

رسول اللہ ﷺ نے گمراہی سے امت کی حفاظت کے لئے تین اصول عنایت فرمائے ہیں:

(۱)۔ کتاب اللہ

(۲)۔ سنت رسول

(۳)۔ عترت رسول

ان تینوں کا ذکر صحیح و صریح احادیث میں موجود ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ:

تركتُ فيكم أيُّها الناس، مَا إنِ اعْتَصَمْتُم بِه فَلَنْ تَضِلُّوا أَبَدًا: كَتَابَ الله، وسُنَّةُ نبيِّه [2]

1(سنن ابن ماجه ٤٠٨٦، سنن أبي داود ٤٢٨٤، المستدرك على السحيحين ٨٦٧٢ الفتن لنعيم بن حماد ، عقد الدرر)

2(أخرجه الحاكم فيي المستدرك و المروزي في السنة)

"اے لوگو! میں نے تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑی ہیں کہ اگر تم انہیں تھامے رکھو تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ ایک اللہ کی کتاب اور دوسرا اس کے نبی ﷺ کی سنت۔"

اس مفہوم کی احادیث کی تعداد کثیر ہے۔ دوسری طرف ان احادیث کی تعداد بھی کم نہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ عترت رسول ﷺ کو ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ:

إِنِّي تَارِكٌ فِيْكُم مَا إِنْ تَمَسَّكْتُم به لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِيْ أَحَدُهُمَا أَعْظَمُ مِنَ الآخَرِ: كِتَابُ الله، حبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إلى الأَرْضِ، وعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي، ولَنْ يَتَفَرَّقَا حَتى يَرِدَا عَليَّ الحَوْضَ، فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُفُونِّيْ فِيْهِمَا.[1]

ترجمہ: میں نے تم لوگوں میں وہ چیزیں ایسی چھوڑی ہیں کہ اگر تم نے اسے تھامے رکھا تو کبھی گمراہ نہ ہو جاؤ، ان میں سے ایک چیز دوسری سے عظیم تر ہے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جو آسمان سے زمین تک لمبی رسی ہے۔ اور دوسری میری عترت یعنی اہلِ بیت ہیں۔ اور یہ دونوں (کتاب اللہ اور عترت) باہم جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض پر آئیں۔ پس دیکھ لو! کہ میرے بعد ان دونوں کے بارے میں تمہارا عمل کیسا ہو گا۔

دونوں قسم کی احادیث کو ملائیں تو گمراہی سے حفاظت کے یہ تین اسباب سامنے آتے ہیں؛

(۱)۔ کتاب اللہ (۲)۔ سنت رسول (۳) عترتِ رسول۔ انہیں ثقل کہا گیا ہے یعنی بھاری بھر کم چیزیں۔ امت کو ان کی اتباع کا حکم ہے، بالخصوص سیاسی معاملات میں عترت رسول کی اطاعت کا سبق دیا گیا ہے اور یہ اطمینان بھی دلایا گیا ہے کہ اگر عترت رسول کو امام بنایا گیا تو کتاب اللہ اور عترت رسول ﷺ میں جدائی نہیں ہو گی یعنی یہ حق پر قائم رہیں گے اور کبھی ظلم نہیں کریں گے۔ کتاب اللہ،

1(أخرجه الترمذي ٣٧٨٨)

عترت سے عظیم ثقل ہے، کہ یہ عترت رسول کے لئے بھی نمونہ ہے اور وہ بہ نسبت باقی تمام لوگوں کے اس پر عمل کرنے کے سب سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں بھی احادیث میں یہ خبر دی گئی ہے کہ آپ عترت رسول میں سے ہوں گے بلکہ اپنے زمانے میں امام اہلِ بیت ہوں گے۔ آپ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق خلافت کے معاملات چلائیں گے۔ اس لئے آپ کی خلافت منہج نبوۃ کے مطابق ہو گی۔



حدیث (۵)

امام مہدی نبوت کے خاندان سے ہوں گے۔

(۵) عن عليٍّ بن عليّ الهلالي عن أبيه قال: دخلتُ على رسولِ الله ﷺ في الحالة التي قُبِضَ فيها فإذَا فاطمةُ رضي الله عنها ثَمَّ رأسِه قَال فبكَتْ حتى ارْتَفعَ صوتُها فرَفَعَ رسولُ الله ﷺ إليها رأسَه وقَال: حبيبتي فاطمة! مَا الذي يُبْكِيْكِ؟ فقَالتْ: أَخشى الضيعةَ مِن بعدَكَ فقَال: يا حبيبتي أما علمتِ أَنَّ الله عزَّ وجلَّ اِطَّلَعَ إلى الأرضِ اطلاعةً فاختَارَ منها أبَاكِ فبَعَثَه بِرسَالته ثُمَّ اطلعَ إلى الأرض اطلاعةً فاختَار منها بَعْلكِ وأَوحٰى إلَيَّ أن أُنْكِحَكِ إيَّاه، يا فاطمة ونحنُ أهلَ بيتٍ قد أعطانا الله عزَّ وجَلَّ سبعَ خِصَالٍ لم يُعْطِ أحدًا قبلَنَا ولا يُعْطِيْ أحدًا بعدَنا، أَنَا خاتَمُ النبيين وأكرمُ النبيين على الله عزوجل وأَحَبُّ المخلوقِيْنَ إلى الله عز وجل، وأنا أبوك، ووَصِّيِّيْ خيرُ الأوصِيَاء وأَحَبُّهُمْ إلى الله عزَّوجلَّ وهو بَعْلُكِ، و شهيدُنا خيرُ الشهداء وأَحَبُّهُم إلى الله عزّ وجلّ وهو حَمزة بن عبدالمطلب عمُّ أبيكِ وعمُّ بَعْلِكِ، ومِنَّا مَن له جَنَاحَان أَخْضَرَانِ يَطِيْرُ في الجنة مع الملائكة حيث شَاءَ وهو ابنُ عمِّ أبيك وأخو بعلك، ومنا سِبْطَا هذا الأمة وهما ابناك الحَسَنُ والحُسَيْنُ، وهما سيِّدَا شباب أهلِ الجنة، وأبوهما والذي بعثني بالحق خير منهما. يا فاطمة والذي بعثني بالحق إن منهما مهديُّ هذه الأمة، إذا صارت الدنيا هرجا ومرجا، وتظاهرت الفتن، وانقطعت السبل، وأغار بعضهم على بعض، فلا كبيرَ يَرْحَمُ صغيرًا، ولا صغيرَ يُوَقِّرُ كبيرًا، فيَبْعَثُ الله عند ذلك منهما من يَفْتَحُ حُصُونَ الضلالة، وقلوبا غُلْفًا، يَقُومُ بالدين في آخر الزمان كما قمتُ به في أول الزمان، ويملأ الدنيا عدلا كما مُلِئَتْ جَورا. يا فاطمة لا تَحزَنِي ولا تَبْكِيْ فإنَّ الله عز جل أرحمُ بكِ وأرأف عليكِ مِنِّيْ، وذلك لمكانك من قلبي وموقعك من قلبي و قد زَوَّجَكِ الله زَوْجَكِ، وهو أعظمهم حسبا، وأكرمهم منصبا، وأرحمهم بالرعية و أعدلهم بالسوية، وأبصرهم

بالقضية، وقد سألت ربي عز وجل أن تكوني أول من يلحقني من أهل بيتي. قال علي رضي الله عنه: فلما قبض النبي ﷺ لم تبق فاطمة رضي الله عنها بعده إلا خمسة وسبعين يوما حتى ألحقها الله به صلى الله عليه وسلم.(1)

ترجمہ: حضرت علی الہلالی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ کی وفات کے وقت آیا، تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے سرہانے کھڑی تھیں، وہ رونے لگیں اور اُن کی آواز بلند ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا سَر آپ کی طرف اٹھا کر پوچھا، پیاری بیٹی فاطمہ! کیوں رو رہی ہو؟ تو انہوں نے کہا: مجھے آپ کے بعد (اہلِ بیت کے حق کا) ضائع ہونے کا خوف ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پیاری بیٹی! کیا آپ کو پتہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کو جھانک کر دیکھا، تو اُن میں سے تمہارے والد کو نبوت کے لئے منتخب فرمایا۔ اس کے بعد زمین والوں کی جانب جھانک کر دیکھا تو اُن میں سے آپ کے شوہر (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) کو منتخب فرمایا، اور مجھے وحی کی کہ میں اُن سے آپ کا نکاح کراؤں۔

---

(1) اقتصر السيوطي في العرف الوردي على ذكر بعضه، والحديث أخرجه الطبراني في معجمه الكبير رقم: (٢٦٨٥) والأوسط رقم: (٦٥٤٠)، قال الطبراني: لم يرو هذا الحديث عن علي بن علي إلا سفيان بن عيينة تفرد به الهيثم بن حبيب. قال الذهبي في المغني: (٦٧٩٦) في ترجمة الهيثم: عن ابن عيينة بخبر كذب في المهدي هو آفته.اهـ

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد (١٤٩٦٧): فيه الهيثم بن حبيب قال أبو حاتم: منكر الحديث وهو متهم بهذا الحديث. اهـ ، وقال الحافظ في التهذيب في ترجمته: روى عن ابن عيينة بإسناد صحيح خبرا طويلا ظاهر البطلان في ذكر المهدي وغير ذلك أورده الطبراني في الأوسط عن محمد بن رزيق بن جامع عنه فالهيثم هو المتهم به، قاله صاحب الميزان .اهـ وقال الشيخ عبدالله الغماري في كتابه المهدي المنتظر(ص٦٢) :إسناده ضعيف اهـ. قلت:وله شاهد من حديث أبي سعيد الخدري، من طريق الدارقطني، لكن في سنده أبو هارون العبدي وهو عمارة بن جوين متروك، ومنهم من كذبه.

اے فاطمہ ! ہم اہلِ بیت کو اللہ تعالیٰ نے سات ایسی خصلتوں سے نوازا ہے، جو نہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے کسی کو دی ہیں اور نہ ہمارے بعد کسی کو دے گا۔ میں خاتم النبیین ہوں، اور اللہ کے نزدیک سب سے اشرف ہوں، اور اللہ کے نزدیک تمام مخلوق میں سب سے زیادہ پسندیدہ ہوں۔ میں آپ کا باپ ہوں۔ میرے وصی تمام اوصیا میں افضل اور اللہ کو محبوب ہیں، اور وہ تمہارے شوہر ہیں۔ ہمارے شہید تمام شہدا میں بہترین اور اللہ کے نزدیک محبوب ترین ہیں اور وہ تمہارے والد اور شوہر کے چچا حمزہ ہیں۔ اور ہم ہی میں سے وہ بھی ہیں جن کے دو سبز پَر ہیں، وہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہیں جہاں چاہیں۔ وہ تمہارے باپ کے چچازاد بھائی اور تمہارے شوہر کے بھائی (حضرت جعفر) ہیں۔ اور ہم ہی میں سے اس امت کے سِبط ہیں جو تمہارے دو بیٹے حَسن اور حُسین ہیں جو جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ اور ان کے والد (اُس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے وہ) ان دونوں سے بہتر ہیں۔

اے فاطمہ !قسم اُس ذات کی جس نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے ان دونوں میں سے اس امت کے مہدی ہوں گے، جب دنیا میں افراتفری اور بگاڑ ہو گا، فتنے ظاہر ہو جائیں گے، راستے بند ہو جائیں گے، اور لوگ ایک دوسرے پر قتل و غارت گری کریں گے، نہ تو بڑا کسی چھوٹے پر رحم کرے گا، اور نہ کوئی چھوٹا کسی بڑے کی تعظیم کرے گا، تب اللہ تعالیٰ ان دونوں (کی اولاد) میں سے ایسی شخصیت بھیجیں گے جو گمراہی کے قلعوں کو فتح کریں گے، بند دلوں کو کھول دیں گے۔ وہ دین کو آخر زمانے میں ایسے قائم فرمائیں گے جیسے میں نے شروع زمانے میں قائم کیا۔ اور دنیا کو عدل سے ایسے بھر دیں گے جیسے وہ ظلم سے بھری ہوئی ہو گی۔

اے فاطمہ ! غمگین مت ہو اور مت رو، بے شک اللہ عز و جل میری بہ نسبت تم پر زیادہ مہربان اور رحم کرنے والے ہیں، اور یہ میرے دل میں تمہارے مقام و مرتبے کی وجہ سے ہے۔ اُسی نے تمہارا نکاح تمہارے شوہر سے کروایا۔ وہ اُن سب میں حسب و نسب اور منصب کے لحاظ سے افضل ہیں۔ اپنی رعیّت پر سب سے زیادہ شفیق ہیں، اور ان میں عدل کرنے والے ہیں۔ اُن کے مسائل کی خوب

بصیرت رکھنے والے ہیں۔ میں نے اپنے رب سے یہ دعا مانگی ہے کہ میرے اہلِ بیت میں تم ہی سب سے پہلے مجھ سے ملو گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جب نبی ﷺ کا انتقال ہو گیا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا صرف پچھتر دن ہی زندہ رہ پائیں اس کے بعد وہ بھی انتقال کر کے نبی ﷺ کے ساتھ جا ملیں۔

تشریح: رسول اکرم ﷺ کا پورا خاندان "ایں خانہ ہمہ آفتاب است" کے بمصداق اس امت کے افضل ترین لوگ ہیں۔ آپ ﷺ خود خاتم الانبیاء ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ افضل الاوصیاء ہیں۔ آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سید الشہداء ہیں۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وہ شہید ہیں جو جنت میں فرشتوں کے ساتھ سیر کرتے ہیں۔ اور سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنت میں اس امت کے جوانوں کے سردار ہوں گے۔

جس طرح خاتم النبیین ﷺ نے اس امت کے شروع میں کفر اور گمراہی کے قلعے فتح کرتے ہوئے اس امت میں دین کو زندہ فرمایا، اسی طرح حضرت امام مہدی خاتم الاولیاء والمجددین ہوں گے۔ جب پوری دنیا فتنوں کے لپیٹ میں ہو گی، ظلم و ستم عام ہو جائے گا، کوئی کسی پر رحم نہیں کرے گا۔ باطل دندناتا پھر رہا ہو گا۔ اور دین و شریعت معطل ہو چکے ہوں گے ایسے دور میں اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے دین کی تجدید اور عدل و انصاف کا قیام فرمائیں گے۔ فتنوں کا خاتمہ ہو جائے گا، اور خیر عام ہو جائے گا۔

> > > > >

حدیث (٦)

امام مہدی آخری صدی کے مجدد

(٦) عن حذيفة رضي الله عنه قال خَطَبَنَا رسولُ الله ﷺ فذَكَرَنَا ما هو كائنٌ ثمَّ قَالَ: لَوْ لم يَبْقَ مِن الدنيا إلا يومٌ واحدٌ لطَوَّلَ الله عزَّوجلَّ ذٰلكَ اليومَ حتى يَبْعَثَ رَجُلاً مِن وَلَدِيْ اسمُه اسمي، يُكَنّىٰ أَبَا عبدِالله، يُبَايِعُ له النَّاسُ بَيْنَ الرُّكْنِ والمَقَامِ، يَرُدُّ اللهُ بِهِ الدِّيْنَ ويَفْتَحُ له فُتُوحًا، فلا يَبْقى على ظَهْرِ الأَرض إلَّا مَن بقولُ لا إله إلا الله، فقَامَ سَلمانُ فقَالَ: يَا رسولَ الله! مِنْ أَيِّ وَلَدِكَ هُو؟ قَالَ: مِنْ وَلَدِيْ هٰذَا وضَرَبَ بِيَدِه على الحُسَين.[1]

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا، اُس میں آپ نے آئندہ پیش آنے والے واقعات کی خبر دی، پھر فرمایا: اگر دنیا کی زندگی کا صرف ایک ہی دن باقی رہ جائے تب بھی اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا لمبا کر دے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میری اولاد میں سے ایک شخص کو (مہدی بنا کر) بھیج دے گا جس کا نام میرے نام جیسا اور کنیت ابو عبد اللہ ہو گی۔ لوگ مقامِ ابراہیم اور حجرِ اسود کے درمیان اس کی بیعت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے ذریعے دین کو دوبارہ غلبہ دے گا، اور اسے فتوحات سے نوازے گا۔ زمین پر کوئی شخص باقی نہیں رہے گا مگر وہ لَا اِلٰہ اِلاَّ اللہ کہنے والا ہو گا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر پوچھا: اے اللہ کے رسول! وہ آپ کی کون سی اولاد میں سے ہوں گے؟ آپ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر ہاتھ مار کر فرمایا: ان کی اولاد سے ہوں گے۔

---

(1) عقد الدرر للسلمي الشافعي، العرف الوردي في أخبار المهدي للسيوطي رقم: ٥٣. قال الحافظ ابن القيم في المنار المنيف (ص١٣٣): في إسناده العباس بن بكار لا يحتج بحديثه.اهـ قلت: في سنده أيضا محمد بن زكرياء الغلابي, قال الدراقطني: يضع الحديث عن العباس بن بكار، وقال فيه الدارقطني: كذاب.

تشریح: احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دنیا کی کل مدت سات ہزار سال ہے اور نبی اکرم ﷺ کی بعثت اس کے آخری ہزارئے میں ہوئی ہے۔

عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال قال النبي صلى الله عليه و سلم: مَن قَضىٰ حاجَةَ المسلم فِي الله كَتَبَ الله لَه عُمرَ الدنيا سبعةَ آلافِ سنة صيامَ نهاره و قِيَامَ ليله. [1]

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کسی مسلمان کی حاجت پوری کی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دنیا کی عمر یعنی سات ہزار سال کے دن کے روزوں اور رات کے قیام کے برابر اجر لکھ دیں گے۔"

یعنی کسی مسلمان کی حاجت پوری کرنے کا ثواب اتنا ہے گویا دنیا کی کل عمر کے برابر اُس نے روزے رکھے، اور قیام اللیل کیا۔ اور دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے۔ ایک اور روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

عن الضحاك بن زمل الجهني قال: رأيتُ رؤيا فقصصتُها على رسول الله صلى الله عليه و سلم أما المِنبرُ الذي رأيتَ فيه سبعَ درجاتٍ و أنا في أعلاهَا درجة: فالدنيا سبعةُ آلاف، و أنا في آخرها الف. [2]

"حضرت ضحاک جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک خواب دیکھا جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا: آپ نے جو منبر دیکھا جس میں سات سیڑھیاں تھیں اور میں سب سے اونچی سیڑھی پر تھا تو (اس کی تعبیر یہ ہے کہ) یہ دنیا سات ہزار سال ہے اور میں اس کے آخری ہزار سال میں ہوں۔

---

(1) (ابن عساكر، مسند الفردوس بمأثور الخطاب للديلمي ٥٧٠١)

(2) أخرجه البيهقي في الدلائل وأورده السهيلي في الروض الأنف

یہ روایات اگرچہ ضعیف ہیں لیکن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح سند سے یہ منقول ہے کہ دنیا کی عمر سات دن ہے، اور ہر دن ایک ہزار سال کے برابر ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ اس کے آخری دن میں مبعوث ہوئے ہیں۔

الدنيا سبعةُ أيَّامٍ كلُّ يوم ألفُ سنةٍ، و بُعِثَ رسولُ الله صلى الله عليه و سلم في آخرها.[1]

لیکن اس پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی بعثت کو چودہ سو سال سے بھی زائد عرصہ گزر چکا ہے، اور ابھی تک قیامت سے پہلے کے بڑے بڑے واقعات ظاہر نہیں ہوئے ہیں۔ اس کا جواب ابوداود کی ایک روایت سے ملتا ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

إنِّي لأرجو ألَّا تعجزَ أمَّتي عند ربِّها أن يُؤخِّرَهم نصفَ يومٍ، قيل لسعدٍ: وكم نصفُ ذلك اليومِ ؟ قال: خمسُمائةِ سنةٍ.[2]

"مجھے امید ہے کہ میری امت اپنے رب کے ہاں اس بات سے عاجز نہیں ہوگی کہ اسے نصف یوم کے بقدر مزید مہلت عطا کردے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نصف یوم کی مقدار کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: پانچ سو سال"

یعنی اس امت کی اصل عمر ایک ہزار سال تھی جس کے بعد قیامت واقع ہونا تھی، لیکن رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت سے (آدھا دن) یعنی پانچ سو سال مزید مہلت مل گئی۔ غالبا اس حدیث میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر اس دنیا کی زندگی کا صرف ایک ہی دن باقی رہ جائے تب بھی اللہ تعالیٰ اس دن میں اتنا اضافہ کردے گا کہ میری عترت میں سے ایک شخص کو مبعوث فرمائے گا جو مہدی ہوں گے۔

---

(1) (الروض الأنف، و صحح الطبري هذا الأصل بآثار)
(2) (أبو داود الرقم: ٤٣٥٠)

آپ ﷺ کے بعد ایک ہزار سال گزر چکے ہیں، گویا اس وقت امت مہلت کی مدت میں چل رہی ہے۔ مہلت کی یہ مدت بھی اختتام کے قریب ہے۔ حضرت امام مہدی کا ظہور اسی مدت میں ہو گا، آپ اسی صدی کے مجدد ہوں گے اور آپ کے ظہور کے بعد دنیا عظیم الشان واقعات کا مشاہدہ کرے گی۔

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہو گی، اور بیت اللہ کے قریب حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان آپ کی بیعت ہو گی۔ جس کے بعد آپ خلیفہ بن جائیں گے، آپ کی خلافت منہاجِ نبوت پر ہو گی، دین اُس صورت میں دوبارہ زندہ ہو جائے گا جس صورت میں وہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ظاہری و باطنی فتوحات سے نوازیں گے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے جواب میں آپ کا یہ کہنا کہ مہدی میرے بیٹے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہوں گے، یہ اُن روایات کے معارض ہے جن میں آپ کا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہونا بتایا گیا ہے اور وہ روایات زیادہ قابل اعتماد ہیں۔

نَظَرَ عَلِيٌّ إلى الحسنِ رضي اللّه عنهما فقال: إِنَّ ابني هٰذَا سَيِّدٌ كَمَا سَمَّاه رسولُ الله ﷺ سَيَخْرُجُ مِنْ صُلْبِه رَجُلٌ باسمِ نَبِيِّكُمْ يُشْبِهُهُ فِي الْخُلُقِ وَلَا يُشْبِهُهُ فِي الْخَلْقِ ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةَ يَمْلَأُ الْأَرْضَ عَدْلًا. [1]

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت حسن کو دیکھ کر فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہو گا جیسا کہ اسے رسول اللہ ﷺ نے سردار قرار دیا ہے۔ اور اسی کی اولاد میں تمہارے نبی کا ہم نام ایک شخص نکلے گا، وہ اخلاق میں نبی کی طرح ہوں گے اور شکل و صورت میں نہیں۔ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہو گی۔“

---

(11) (أخرجه أبوداود ٤٢٨٩ ، و الترمذي والنسائي في سننه)

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے مرقاۃ میں اس تعارض کا یہ جواب دیا ہے کہ آپ والد کی جانب سے حسنی ہوں گے اور والدہ کی جانب سے حسینی ہوں گے۔ اور پھر آپ کے حسنی ہونے کی متعدد وجوہ ترجیح ذکر کی ہیں۔ آپ کے حسنی النسب ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد انبیائے بنی اسرائیل آپ کے ایک فرزند حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل سے پیدا ہوئے جبکہ آخری نبی جو امام الانبیاء ہیں وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوں گے۔ اسی طرح تمام ائمہ عترت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوئے جبکہ آخری امام عترت حضرت امام مہدی علیہ السلام حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہوں گے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نسل میں سے ہونے کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہوگئے تھے اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ آپ کی اولاد میں سے اس شخصیت کو بھیجیں گے جو خلیفۂ راشد ہوں گے۔

حدیث (۷)

امام مہدی یمن سے ہوں گے۔

(۷) عن عبدالله بن عمرو رضي الله عنه قال: قَالَ النبيُّ ﷺ: يَخْرُجُ المَهْدِيُّ مِن قَرْيَةٍ يُقَالُ لَهَا كَرْعَة. [1]

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا: مہدی کا خروج اس بستی سے ہو گا جسے کرعہ کہا جائے گا۔

تشریح: کرعہ یمن کے مغربی ساحلی صوبے حُدیدہ کے جنوب میں، صوبہ بیت الفقیہ کے مشرق میں ریمہ کے حدود کی ابتدا میں ایک بستی ہے۔ دو پہاڑوں (بنی القحوی اور جحزان) کے درمیان گھاٹی میں واقع ہے۔ یہ بستی متعدد چھوٹی چھوٹی بستیوں کا مجموعہ ہے جن میں ظہرہ، مکراع، جروہ، ہاجر اور مرحلہ شامل ہیں۔ سیاسی لحاظ سے یہ صوبہ ریمہ کے زیرِ انتظام ہے، جبکہ جغرافیائی اور ثقافتی لحاظ سے یہ تہامہ کے تابع ہے۔ تہامہ یمن کے انتہائی مشرقی حدود پر واقع ہے۔ اس کے رہنے والے تہامی لہجہ بولتے ہیں۔ خلیج عقبہ سے آبنائے باب المندب تک پھیلا ہوا ساحلی علاقہ تہامہ کہلاتا ہے، جس میں جدہ، یمنی شہر حُدیدہ، ریمہ وغیرہ شامل ہیں۔ امام مہدی کا تہامی یمنی ہونا کئی روایات سے معلوم ہوتا ہے۔

عن أُبي بن كعب رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ يخرج من صلب ابن الحسن هادئة مهدية راضية مرضية، حقيق على كل مسلم نصرهما، يصْدُقُ اللهَ فَيُصَدِّقُ اللهُ أقوالَه، يخرُجُ مِنْ تِهَامَة. (زاد المعاد في أنوار البهية)

---

(1) أخرجه أبو بكر المقرئ في معجمه شيوخه (٩٤) وابن عدي في الكامل (١٤٣٥)، وابن القيسراني (٦٥) و نعيم بن حماد في كتاب الفتن وإسناده ضعيف جدا, فيه عبد الوهاب بن الضحاك, وهو متروك.

رسول ﷺ نے فرمایا: کہ حسن (رضی اللہ عنہ) کی اولاد میں سے ایک شخص کی نسل سے ایک ایسے شخص کا نطفہ نکلے گا جو رہنمائی کرنے والا اور ہدایت یافتہ ہو گا۔ راضی اور راضی کیا ہوا ہو گا۔ ہر مسلمان پر حق ہے کہ اُس کی نصرت کرے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا ہو گا تو اللہ تعالیٰ بھی اُس کی باتوں کو سچا کر دکھائے گا۔ وہ تہامہ سے نکلے گا۔

ظلم و جبر کے تنگیوں میں یمن ہی کی جانب سے امت کی کشادگی اور راحت کا سامان عطا ہونے کا مستند روایات میں ذکر ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

لاَ تَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرَةٌ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلى خَلْفٍ وَقَالَ وَهُوَ مُوَلٍّ ظَهْرَه إِلَى الْيَمَنِ إِنِّي أَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمَنِ مِنْ هَا هُنَا. [1]

"مسلسل میری امت میں ایک گروہ حق پر قائم و غالب رہے گا۔ اس کے بعد آپ ﷺ پیچھے کی طرف متوجہ ہوئے جبکہ آپ یمن کی طرف پیٹھ کئے ہوئے تھے اور فرمایا: "میں رحمن کی جانب سے کشادگی کی ہوا اِس طرف سے محسوس کر رہا ہوں۔"

جب اس امت کے اہلِ حق شدید ترین تنگی میں ہوں گے، ظلم و ستم کا شکار ہوں گے، اللہ کے نازل کردہ قوانین کا کہیں پر بھی نفاذ نہیں ہو گا، بلکہ اس کی جگہ انگریز کے بنائے گئے قوانین ہی نافذ العمل ہوں گے۔ کفر ایک ملت بن کر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑ چکا ہو گا، اور مسلمانوں پر حملے کے لئے ایک دوسرے کو ایسے دعوت دے رہا ہو گا جس طرح کھانے والے ایک دوسرے کو کھانے کی جانب بلاتے ہیں۔ تب امت کو نَفَسُ الرحمن یعنی خدائی کشادگی کی ہوا اور الٰہی نصرت کے بادِ صبا کی ضرورت ہو گی۔ آپ ﷺ کا یمن کی جانب ٹیک لگانا اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ یمنی جانب ہی اس امت کے لئے سہارا بنے گی۔

---

(1) (رواه الطبراني في الكبير ٦٣٥٨ ، والطحاوي في شرح معاني الآثار ٣/٢٧٥)

ایسے حبس زدہ ماحول میں تازہ ہوا کا جھونکا یمن کی طرف سے خوشخبری لے کر آئے گا کہ فتح و نصرت کا خدائی وعدہ پورا ہونے والا ہے، اور امت کو جبر کے نظام سے نجات ملنے والی ہے، اور زمین یوں عدل و انصاف سے بھر دی جائے گی جیسے کہ وہ ظلم سے بھری ہوئی تھی، یعنی منہجِ نبوت پر خلافت قائم ہونے والی ہے۔ اس خیر کا ذریعہ یمن والے بنیں گے، اور وہ یمنی شخص حضرت امام مہدی ہوں گے۔

حدیث (۸)

امام مہدی کا چہرہ

(۸) عن حذيفة رضي الله عنه قَالَ قَالَ رسولُ الله ﷺ: المَهْدِيُّ رَجُلٌ مِنْ وَلَدِيْ وجْهُه كَالكَوْكَبِ الدُّرِّيّ .[1]

ترجمہ: مہدی میری اولاد میں سے ہوں گے، اُن کا چہرہ چمکتے ہوئے ستارے کی طرح ہوگا۔

تشریح: حضرت امام مہدی رسول اللہ ﷺ کی اولاد یعنی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہوں گے۔ اور آپ کا چہرہ چمکتے ستارے کی طرح ہوگا۔ بہ ظاہر اس سے مقصود یہ ہے کہ آپ کا چہرہ ستارے کی طرح گول ہوگا، کتابی چہرے کی طرح لمبا نہیں ہوگا۔ اس سے آپ کی رنگت مراد نہیں ہے، کیونکہ متعدد روایات میں آپ کی رنگت کا عربوں کی طرح گندمی ہونا مذکور ہے۔

(1) الحديث عزاه السيوطي في العرف الوردي للروياني في مسنده.

حدیث (۹)

رنگ وجسم اور خال

(۹) عن حُذيفة قَال قال رسولُ الله ﷺ: المَهْدِيُّ رَجُلٌ مِنْ وَلَدِيْ لَوْنُه لونُ عربيٍّ وجِسْمُه جسمٌ إسرائيلي، على خَدِّهِ الأيمنِ خالٌ، كأَنَّه كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ، يَمْلأُ الأَرضَ عَدْلا مُلِئَتْ جَوْرًا، يَرْضٰى في خِلافَتِه أهلُ الأرض و أَهْلُ السماء، والطيرُ في الجَوِّ. [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: مہدی میری اولاد میں سے ہوں گے، اُن کا رنگ عربی ہو گا، اور جسم اسرائیلی ہو گا، اُن کے دائیں رخسار پر تل کا نشان ہو گا۔ گویا وہ چمکتے ہوئے ستارے کی طرح ہوں گے۔ زمین کو عدل سے ایسے بھر دیں گے جیسا کہ وہ ظلم سے بھری ہوئی تھی۔ آپ کی خلافت میں زمین والے بھی خوش ہوں گے، آسمان والے بھی خوش ہوں گے اور ہوا کے پرندے بھی خوش ہوں گے۔

تشریح: عربی رنگ سے مراد گندمی ہونا ہے، یہ گندمی رنگ عربوں کی طرح ہو گا جو کچھ سانولا ہوتا ہے نہ کہ عجمیوں کی طرح۔ اور اسرائیلی جسم سے مراد یہ ہے کہ آپ کا جسم بھرا ہوا ہو گا۔

---

(1) ذكره الذهبي في الميزان (٧١٢١)، والحديث عزاه السيوطي في العرف الوردي (٨٢) للروياني في مسنده، والمطبوع منه ليس فيه مسند حديفة، والحديث أخرجه ابن الجوزي في العلل المتناهية ١٤٣٩، والطبراني في معجمه (لوامع الأنوار البهية) والديلمي في الفردوس (٦٦٦٧)، من طريق أبي نعيم، وفي سنده محمد بن إبراهـيم بن كثير الصوري، قال الذهبي في الميزان (٧١٢٠) روى عن رواد بن الجراح خبرا باطلا ومنكرا في ذكر المهدي، قال عبد الرحمن بن حمدان الجلاب: هذا باطل ومحمد الصوري لم يسمع من رواد قال: وكان مع هذا غاليا في التشبيع.اهـ قلت:ورواد بن الجراح قال في التقريب:صدوق اختلط بآخره فتُرك وفي حديثه عن الثوري ضعف شديد اهـ وهذا منها. و تعقبه الحافظ فيى اللسان فقال: مُحَمَّد بن إِبْرَاهِيم قَدْ ذَكَرَهُ ابن حِبَّان في "الثِّقَات.

آپ کے جسم پر نشان کے بارے میں مختلف روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بدن پر دو مسّوں کے نشان اور ایک خال ہو گا۔ مسّہ، خال سے بڑا ہوتا ہے، یہ گوشت کا ٹکڑا ہوتا ہے، جبکہ خال محض ایک نشان ہوتا ہے۔ کتاب الفتن کی ایک روایت میں آپ کو ذوالشامتین کہا گیا ہے: یعنی دو مسّوں والے۔

ثُمَّ يَلِيْهَا رجُلٌ ذُو شَامَتَيْنِ فَعلَى يَدَيه يَكُونُ الفَتْحُ يَومَئِذٍ (الفتن)

یہ دونوں مسّے آپ کے بدن پر کس جگہ ہوں گے؟ ان میں سے ایک مسّہ آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان یا بائیں کندھے کے نیچے ہو گا۔

و شامةٌ بَيْنَ كَتِفَيْه مِنْ جَانِبِه الأَيْسَرِ، تَحْتَ كَتِفِه الأَيْسَرِ وَرَقَةٌ مِثْلَ وَرَقَةِ الآسِ.

اور ایک مسّہ (خال) آپ کے کندھوں کے درمیان دائیں جانب ہو گا، جو آپ کے بائیں کندھے کے نیچے ہو گا۔ یہ مسّہ "آس" نامی درخت کے پتے جیسا ہو گا، یہ ایک خوشبودار پھل دار پودا ہے، جو بڑی الائچی کی مانند ہوتا ہے۔ دوسرا مسّہ آپ کی ران پر ہو گا۔ اس کا تذکرہ عقد الدرر میں علامہ سلمی شافعی رحمہ اللہ نے کیا ہے۔

بِفَخِذِهِ الأَيْمَنِ شَامَةٌ. (عقد الدرر)

"آپ کی بائیں ران پر مسّہ ہو گا۔"

اور آپ کے بدن پر ایک خال ہو گا جو آپ کے رخسار پر ہو گا۔ نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں آپ کے چہرے پر خال کا ذکر کیا ہے۔

فِيْ وَجْهِهِ خَالٌ

"آپ کے چہرے پر تل کا نشان ہو گا۔"

ابو نعیم اصفہانی رحمہ اللہ کی مذکورہ روایت میں یہ خال آپ کے دائیں رخسار پر بتایا گیا ہے۔

حدیث (۱۰)

امام مہدی کی پیشانی

(۱۰) عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قَال قَالَ رسولُ الله ﷺ المَهْدِيُّ مِنَّا، أَجْلَى الجَبِيْنِ، أَقْنَى الأَنْفِ. [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہدی ہم میں سے ہیں۔ کشادہ پیشانی والے اور بلند ناک والے ہیں۔

تشریح: آپ کی پیشانی کے بارے میں مختلف الفاظ منقول ہیں۔ أجلى الجبهة کا مطلب ہے کہ پیشانی کشادہ ہو اور سر کے اگلے حصے سے نصف تک بال موجود نہ ہوں۔ یہ اصلع سے کم درجہ ہے، اَصْلَع عربی میں گنجے سر والے کو کہتے ہیں جس کے آدھے یا اس سے زیادہ بال گرے ہوئے ہوں۔ أجلى الجبين کا مطلب یہ ہے کہ پیشانی آگے کو نکلی ہوئی ہوگی۔ اور أعلى الجبهة کا مطلب ہے بلند پیشانی والا۔

(1) أخرجه أبو داود (٤٢٨٥) ونعيم بن حماد في الفتن (١٠٦٥) والحاكم (٨٦٧٠) وهو في العرف الوردي بلفظ أطول منه :(المهدي مني أجلى الجبهة, أقنى الأنف, يملأ الأرض قسطا وعدلا, كما ملئت جورا و ظلما, يملك سبع سنين) قال الحاكم:هذا حديث صحيح على شرط مسلم و لم يخرجاه, وقال الذهبي:عمران ضعيف و لم يخرج له مسلم وقال المنذري في مختصره (٤١١٦):في إسناده عمران القطان وهو أبو العوام بن دوار القطان البصري استشهد به البخاري ووثقه عفان بن مسلم واحسن عليه الثناء يحيى بن سعيد القطان وضعفه يحيى بن معين والنسائي .اهـــ قال ابن القيم في المنار المنيف: إسناد جيد.اهـــ

حدیث (۱۱)

امام مہدی کی ناک

(۱۱) عن أبي سعيد رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: المَهْدِيُّ مِنَّا أَهْلَ البيت، رَجُلٌ مِن أُمَّتِي أَشَمُّ الأَنْفِ، يَمْلأُ الأرضَ عَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا. [1]

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا: مہدی ہم اہلِ بیت میں سے ہیں، میری امت کے ایک فرد ہیں، بلند ناک والے ہیں۔ زمین کو عدل سے ایسے بھر دیں گے جیسے کہ وہ ظلم سے بھری ہوئی ہو گی۔

تشریح: ان دو روایتوں میں حضرت امام مہدی کی ناک کی دو صفات بیان ہوئی ہیں: أقنى اور أشمّ، اَقنی وہ ناک ہوتی ہے جس میں بانسہ خم دار ہو اور نتھنے تنگ ہوں گے۔ جبکہ اَشمّ کا مطلب یہ ہے کہ ناک اونچی ہو اور اس کا بانسہ سیدھا ہو۔ دونوں صفات بہ ظاہر باہم متعارض ہیں۔ جو بیک وقت مشکل سے کسی شخص میں پائی جاتی ہیں۔ جیسا کہ ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی صفت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وصف هند بن أبي هالة رسولَ اللّه ﷺ فقال: أقنى العِرنَينِ، يَحْسَبُه مَن لَمْ يَتَأَمَّلْه أشَمَّ. (أخرجه الترمذي في الشمائل المحمدية والطبراني والبيهقي)

کہ آپ ﷺ کی ناک بلند تھی، لیکن جو شخص آپ کی ناک کو غور سے نہ دیکھتا وہ یہ گمان کرتا کہ آپ کی ناک اَشمّ یعنی بلند ہے۔

حضرت امام مہدی میں ان دونوں صفات کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی ناک اونچی بھی ہو گی لیکن اس کے بانسے میں اوپر کے سرے میں کچھ خم ہو گا اور ناک کی نوک باریک ہو گی، چپٹی نہ ہو گی جیسا کہ چینی اقوام کی ناک ہوتی ہے۔

---

(1) (المستدرك على الصحيحين ٨٦٧٠، عقد الدرر)

حدیث (۱۲)

رومیوں کے ساتھ چار اتحاد یا مصالحتیں

(۱۲) عن أبي أمامة رضي الله عنه قَالَ قَالَ رسولُ الله ﷺ سَيَكُونُ بَيْنَكُمْ وبَيْنَ الرُّوْمِ أَرْبَعُ هُدَنٍ، يَوْمُ الرَّابِعَةِ على يَدِ رجلٍ من أَهْلِ هِرْقل، يَدُوْمُ سَبْعَ سِنِيْنَ، فَقَالَ له رجلٌ من عَبدِ القَيْس، يُقَالُ لَه الْمُسْتَورِدُ بنُ غَيْلان: يَا رسولَ الله! مَنْ إمامُ الْمُسْلِمِيْنَ يومَئِذٍ؟ قَالَ: الْمَهْدِيُّ مِن وَلَدِيْ، ابنُ أربعينَ سنةً، كَأَنَّ وجْهَه كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ، في خَدِّه الأَيْمَنِ خَالٌ أسودُ، عليه عَبَاءَتَانِ قُطْوَانِيَّتَانِ، كَأَنَّه مِنْ رِجَالِ بَنِيْ إسرائيلَ، يَسْتَخْرِجُ الكُنُوزَ، ويَفْتَحُ مَدَائِنَ الشركِ.[1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے اور رومیوں کے درمیان چار مصالحتیں (یا اتحاد) ہوں گی، چوتھی مصالحت ہرقل کی اولاد میں سے ایک شخص کے ہاتھوں ہوگی، یہ مصالحت سات سال تک جاری رہے گی۔ ایک شخص نے جو عبد القیس سے تھا اور جسے مستورد بن غیلان کہا جاتا تھا کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! اس وقت مسلمانوں کے امام کون ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مہدی ہوں گے، جو

(1) أخرجه الطبراني في (معجمه الكبير (٧٤٩٥) ومسند الشاميين (١٦٠٠)، أسد الغابة مستورد بن جيلان ٤٨٥٨، قال الهيثمي في (المجمع) (١٢٤١٩): فيه عنبسة بن أبي صغيرة وهو ضعيف، وقال في موضع آخر (٩٢٥١) : قد اتهم بالكذب.اهـ، قال الحافظ الذهبي في الميزان في ترجمته: أتى عن الأوزاعي بخبر باطل.اهـ وقال الحافظ ابن حجر في (اللسان) (١١٥٣): الخبر هو هذا، وذكره..ثم قال: وما أ دري لم حكم على هذا الحديث بالبطلان، و لم يحك تضعيف عنبسة عن غيره.اهـ قال الشيخ عبد الله الغماري في كتابه (المهدي المنتظر) (ص٥٣): إسناده ضعيف.اهـ (قال الطبراني ثنا علي بن سعيد الرازي ثنا علي بن الحسين الموصلي ثنا عنبسة بن أبي صغيرة عن الأوزاعي عن سليمان بن حبيب قال سمعت أبا أمامة الباهلي يقول: وذكر الحديث...

میری اولاد میں سے ہوں گے، چالیس سال کے ہوں گے۔ گویا ان کا چہرہ چمکتا ہوا ستارہ ہے، آپ کے دائیں رخسار پر تل کا نشان ہو گا۔ آپ نے روئی کے دو چوغے پہن رکھے ہوں گے۔ ایسے نظر آتے ہوں گے گویا بنی اسرائیل کے ایک فرد ہیں۔ خزانے نکالیں گے، اور شرک کے شہر فتح فرمائیں گے۔

تشریح: هُدْنَةٌ جنگ بندی یا مصالحت کو کہتے ہیں، اور یہ کوئی باقاعدہ صلح یا معاہدہ نہیں ہوتا بلکہ اس کا اطلاق کسی خاموش مفاہمت پر بھی ہو سکتا ہے۔ اس روایت میں رومیوں کے ساتھ مسلمانوں کی جن چار مصالحتوں کا ذکر ہے اُن میں سے تین مصالحتیں ہو چکی ہیں۔ ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

پہلی مصالحت

1979ء میں افغانستان پر جب روسی جارحیت ہوئی، اور اس کے خلاف وہاں کے مسلمانوں نے ہتھیار اٹھا کر مزاحمت شروع کی۔ دو تین سال بعد امریکہ بھی میدان میں کود پڑا، اسے سوویت یونین کے خاتمے کا اپنا منصوبہ پورا کرنے کا موقع ملا۔ امریکہ نے عربوں کو مجاہدین کے ساتھ مالی تعاون پر ابھارا، میڈیا کے ذریعے مجاہدین کی حمایت کی، خصوصاً عرب ملکوں کے امرا کو اس مقصد کے لئے استعمال کیا گیا۔ جس کے نتیجے میں مسلمانوں کے برسرِ اقتدار طبقے کا امریکہ کے ساتھ روس کے خلاف ایک اتحاد وجود میں آیا۔ مجاہدین کو امریکی حمایت اور اپنی حکومتوں کا تعاون ملنے لگا، جس کی وجہ سے مخلص مجاہدین کی ایک کثیر تعداد عالم اسلام سے روس کے خلاف جہاد کے لئے افغانستان آئی۔

امریکیوں کا مقصد اس اتحاد اور سوویت یونین کے خلاف جہاد کی امداد سے یہ تھا کہ جنگ کی آگ بھڑکتی رہے، جس میں اگر روسی فوجی مرتے ہیں یا مجاہدین شہید ہوتے ہیں تو دونوں میں صورتوں میں یہ امریکیوں کے لئے خوشی کی بات تھی۔

دوسری طرف یہ بھی مقصود تھا کہ تھا کہ سوویت یونین کی شکست و ریخت کے بعد امریکہ کے سامنے عالمی نظام کو قابو میں رکھنے خصوصاً خلیجی تیل پر قبضہ کرنے میں کرنے میں کوئی رکاوٹ باقی نہ

رہے، جسے روسی اور فرانسیسی لالچی نظروں سے دیکھ رہے تھے، اس کی صراحت خود سابقہ امریکی صدر رچرڈ نکسن نے بھی اپنی کتاب " بغیر جنگ کے فتح" (Victory without war) میں کی ہے۔

تقریبا ایک عشرے تک یہ جنگ ہوتی رہی۔ اس جنگ کا سارا بوجھ مسلمانوں کے کندھے پر رہا، البتہ اس اتحاد سے فائدہ مسلمانوں نے بھی اٹھایا، امریکہ اپنے پہلے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکا، اور مجاہدین کو اللہ نے فتح و نصرت سے نوازا۔ سوویت یونین کو شکست ہوئی، مجاہدین کو غنیمت ملی۔ ۷۰ فیصد اسلحہ وہی تھا جو انہوں نے روس سے قبضہ کرکے حاصل کیا تھا، افغانستان کو اُن روسی مظالم سے نجات مل گئی جن سے اس کی تاریخ بھری پڑی تھی، اور جن کا ارتکاب اس نے وسط ایشیا کی مسلم ریاستوں میں کیا تھا۔ اور یہ حدیث صادق ہوئی کہ:

سَتُصَالِحُوْنَ الرُّوْمَ صُلْحًا آمِنًا فَتَغْزُوْنَ أَنْتُمْ وهُمْ عَدُوًّا مِن وَّرَائِكُمْ فتُنصَرُوْنَ وتَغْنَمُوْنَ وتَسْلَمُونَ. [1]

" تمہاری رومیوں سے ایک پرامن صلح ہوگی، اور تم پیچھے کے ایک دشمن سے لڑوگے، تمہیں فتح ملے گی، غنیمت حاصل ہوگی اور تم سلامت رہوگے"

پیچھے کا دشمن

پیچھے کا دشمن روس تھا، جو مغربی عیسائیت اور مسلمانوں کا مشترکہ دشمن تھا۔ اس لئے اس لڑائی میں دونوں کے درمیان مصالحت قائم تھی۔ قریبا نصف صدی (1940 سے 1990) تک امریکہ اور روس کے درمیان تناؤ اور مقابلے کی ایک فضا تھی جسے سرد جنگ کہا جاتا ہے۔ اس عرصے میں یہ دونوں ملک دفاع، عسکری طاقت، تکنیکی ترقی، خلائی دوڑ، ایٹمی اسلحے کی دوڑ اور نظریات میں ایک دوسرے کے حریف رہے۔ یہ عسکری نہیں بلکہ سیاسی جنگ تھی۔ ان دونوں کی وجہ سے دنیا دو بلاکوں میں منقسم ہوگئی۔ لیکن افغانستان سوویت یونین کے لئے قبرستان ثابت ہوا جہاں اس کی جنازہ پڑھی گئی اور تدفین عمل میں آئی۔ روسی

(1) (أبو داود ٤٢٩٢)

شکست معمولی بات نہیں تھی، امریکہ کا ایک اہم دشمن صفحۂ ہستی سے مٹ گیا اور اس کے پنجے سے 16 ممالک آزاد ہوئے۔ اس کی وجہ سے امریکہ کا تکبر اسے زمین پر نہ آنے دے رہا تھا۔ چنانچہ اس جنگ کے اختتام پر اس وقت کے امریکی صدر جارج ایچ ڈبلیو بش نے (New World Order) کے نام سے ایک نئے عالمی نظام کا اعلان کیا۔ جس میں اس نے دنیا کے لئے امن، سلامتی اور جمہوریت پر مبنی سیکولر نظام کے قیام کا پیغام دیا۔

روس مسلمانوں اور امریکہ دونوں کا دشمن تھا۔ روس اگرچہ عیسائی تھا اور ہے لیکن عیسائیوں کے آرتھوڈکس فرقے سے تعلق رکھتا ہے جبکہ یورپ و امریکہ کے عیسائی کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ روس کا معاشی نظام کمیونزم کے خطوط پر استوار تھا جبکہ امریکہ سرمایہ دارانہ نظام کا علمبردار تھا۔ اس وقت دنیا میں دو قطبی نظام تھا جس میں ایک جانب امریکی بلاک میں شامل ممالک تھے اور دوسری طرف روسی بلاک کے ممالک تھے جن کے ساتھ ایک طویل عرصے سے "سرد جنگ" جاری تھی۔ جغرافیائی لحاظ سے بھی روس شمال مشرق میں واقع تھا جو امریکہ کے پیچھے کا خطہ ہے۔ نعیم بن حماد کی الفتن کی روایت میں صراحتاً "ترک اور کرمان" کا ذکر ہے:

تُصَالِحُونَ الروم صُلْحًا آمِنًا حَتّٰی تَغْزُوا أَنْتُمْ و هُمْ التُّرْكَ و كِرْمَانَ، فيَفْتَحُ اللّٰهُ لَكُمْ. [1]

روسی اقوام ترکی النسل ہی ہیں۔

اتَّفَقَتْ كَلِمَةُ أَهْلِ التَّارِيخ عَلى أَنَّ أَجْنَاسَ التُّرْكِ أَكْثَرُ أَجْنَاسِ العَالِم، وأَنَّ مَسَاكِنَهُمْ بِلادُ الشَّرْقِ ... و مِنْهُم رُوْسِيَا [2]

ان کی فتح کی خوشخبری زبانِ نبوت سے دی گئی تھی اس لئے یہ فتح مسلمانوں کو مل گئی۔ جن مجاہدین کو امریکہ نے اپنا ایجنٹ سمجھ لیا تھا وہ ایک بڑی قوت بن کر ابھرے۔ جہاد افغانستان کے نتیجے میں انہیں اپنی قوت کا اندازہ ہوا، اور وہ اپنے ملکوں میں انقلاب لانے اور مغربی طرز کے سیکولر نظام کو جڑ سے اکھاڑنے

---

(1) (الفتن رقم ١٣٧٥)

(2) (نهر الذهب في تاريخ حلب)

کے منصوبے بنانے لگے۔ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ نتیجتاً امریکی سازش خود اس کے اوپر الٹ پڑی۔

مسلمان مجاہدین اگرچہ اس مصالحت اور اتحاد میں براہ راست شریک نہیں تھے، البتہ یہ جہاد جس کی پشت پناہی امریکہ اپنے مقاصد کے لئے کر رہا تھا اس میں مجاہدین اور علما خود شامل تھے یا حمایتی تھے۔ مجاہدین اور جہادی علما و کمانڈر عرب ملکوں کے دورے کرتے، امریکی تعاون یا مدد ان سے مخفی نہیں تھا، لیکن ان کے سامنے ایک ایسا دشمن تھا جس کی قوت توڑ کر اس سے خلاصی پانا ضروری تھا، اس لئے انہوں نے امریکی امداد یا اعانت قبول کر لی تھی، اس وجہ سے یہ اتحاد مسلمانوں کی طرف منسوب کیا گیا۔ چنانچہ حدیث کی پیشین گوئی ثابت ہو گئی۔ امریکہ کو بھی اپنے دشمن کے خاتمے کی صورت میں فتح مل گئی تھی، جہادی دھارے کو بھی کامیابی مل گئی، مجاہدین کو فراخی اور وسعت ملی، غنیمت اور حکومت کی صورت میں، اور وہ قوت و اقتدار تک پہنچے۔ روسی دشمن کے خلاف رومیوں (مغرب) کے ساتھ مسلمانوں کا یہ پہلا اتحاد یا مصالحت تھی۔

دوسری مصالحت

روس کا اصل مقصد ہی گرم پانیوں اور اس کے بعد خلیج تک پہنچنا تھا، افغانستان محض ایک راہداری تھا، جس سے گزر کر وہ قزوین کے تیل کو محفوظ کر کے خلیج پر قابض ہونا چاہتا تھا، لیکن وہ خلیج تک پہنچ نہ پایا اور اپنے وجود سے ہی ہاتھ دھو بیٹھا۔ روس سے پہلے ایسی کوشش فرانس بھی کر چکا تھا جب اس نے خمینی کو فرانس سے ایران بھیجا، ایران میں امریکی شاہ کو نکال کر انقلاب کے ذریعے خمینی اقتدار کا راستہ ہموار کر دیا گیا، تاکہ اس کے ذریعے ایران سے آگے خلیجی تیل تک رسائی ملے، امریکہ نے فرانسیسی خطرے کے سامنے بند باندھنا چاہا، اس لئے ایران جو روسی و فرانسیسی عزائم کا کارندہ بنا ہوا تھا امریکی غیظ و غضب کا اگلا ہدف بننا طے ہوا۔

چنانچہ خلیجی ممالک کے شیوخ آگے بڑھے اور عراقی صدر صدام حسین کو ایرانی خطرے کا سامنا

کرنے کے لئے تیار کیا، امریکہ اور یورپ نے مل کر عراق کو طاقتور بنایا۔ خطے کے عرب ممالک نے بھی عراق کا ساتھ دیا، ان سب کے پیچھے امریکی امداد و حمایت تھی۔ امریکی ایما پر عراقی فوجوں نے 22 ستمبر 1980ء میں ایران پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں جنگ شروع ہوئی جو دونوں ملکوں کے درمیان آٹھ سال تک چلی۔ اس جنگ میں دس لاکھ افراد جان سے گئے اور فریقین کا کھربوں ڈالر کا نقصان ہوا۔ مصنوعی سیاروں کے ذریعے امریکا نے عراقی فوج کو کئی مواقع پر ایرانی فوج کی پیش قدمی اور تعیناتی کے حوالے سے بھی اہم معلومات فراہم کیں۔ اِن معلومات کی بُنیاد پر کارروائی کرکے عراقی فوج نے فتوحات حاصل کیں۔ امریکا نے عراق کو ایرانی افواج کے خلاف استعمال کے لیے زہریلے کیمیکلز بھی دیئے، اِن کیمیکل سے بم بنا کر ایرانی فوج پر داغے گئے۔

ایران کی فوج بڑی مضبوط اور منظّم تھی۔ اُسے ہرانے کے لیے عراق کی فوج کا بھی بڑا اور زیادہ طاقتور ہونا لازم تھا۔ امریکا نے عراق کو ایک بڑی فوج بنانے میں مدد اس لئے دی، تاکہ اس کے ذریعے ایران کا کانٹا نکالا جاسکے، اور جب عراقی فوج نے ایران کو شکست دے دی تب یہ سوال اُٹھ کھڑا ہوا کہ عراق اِتنی بڑی فوج کا کیا کرے گا؟ یہ سوال بہت اہم تھا کیونکہ عراقی فوج آگے چل کر خِطّے میں امریکی مفادات کے لیے زبردست خطرہ بن سکتی تھی، بلکہ صدام حسین کھلم کھلا اسرائیل کو للکارنے لگا۔ نیز وہ اپنے ملک کے اسلام پسندوں کے لئے بھی وبالِ جان بننے لگا، اسی وجہ سے شیخ عبداللہ عزام شہیدؒ فرماتے تھے کہ ایرانی رافضی خطرے سے نمٹنا جتنا ضروری ہے حزب البعث (صدام حسین کی بعثی پارٹی) کا خطرہ دور کرنا بھی اتنا ہی ضروری ہے، یہ کینسر کی رسولی ہے جسے عنقریب امت اپنے جسم سے دور پھینکے گی، کیونکہ یہ عنصر امت میں بالکل نیا ہے، لیکن شیعی خطرہ اس سے بھی زیادہ شدید ہے، ان کا یہ بیان افغانستان میں ریکارڈ کئے گئے تقریروں میں سے ایک ہے۔

یہ فتح و نصرت بھی امریکی خانے میں چلی گئی، تب بہت سوں کو ندامت ہوئی، چنانچہ شیخ سفر الحوالی نے اپنی خاموشی پر افسوس کا اظہار کیا جو انہوں نے عراق ایران جنگ پر اختیار کی تھی اور جس کا نتیجہ یہ

نکلا کہ امریکہ کو جزیرۃ العرب میں داخلے کا موقع مل گیا، ان کی یہ بات فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ وَأُفَوِّضُ أَمْرِيْ إِلَى اللّٰهِ کے عنوان سے ایک لیکچر میں موجود ہے۔ نعیمؒ بن حماد نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے:

يَكُوْنُ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ وبَيْنَ الرُّوْمِ هُدْنَةٌ وصُلْحٌ حَتّٰى يُقَاتِلُوا مَعَهُمْ عَدُوًّا لَّهُمْ فَيُقَاسِمُوْنَهُمْ غَنَائِمَهُمْ ثُمَّ إِنَّ الرُّوْمَ يَغْزُوْنَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ فَارِسَ. [1]

مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان صلح ہو گی، یہاں تک کہ وہ اپنے ایک دشمن کے ساتھ لڑیں گے، اور اپنی غنیمتوں کو آپس میں تقسیم کریں گے، اس کے بعد رومی مسلمانوں کے ساتھ مل کر فارس سے لڑیں گے۔ مسلمان اور رومی (امریکی) مصالحت کر کے پہلے روس کے خلاف لڑے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو فتح ملی جس کا تذکرہ پیچھے گزرا پھر مسلمانوں کے ہی چند ملکوں کے ساتھ مل کر مغرب نے فارس (ایران) کے خلاف جنگ لڑی۔

تیسری مصالحت اور ملاحم کی ابتدا

جب ایران کے ساتھ جنگ کا خاتمہ ہوا تو امریکہ کے سامنے اگلا منصوبہ عراقی خطرہ ختم کرنے کا تھا، اس کی جدید ترین ہتھیاروں سے لیس منظم فوج امریکہ کے لئے پریشانی کا باعث تھی، جو خلیج پر قبضے میں رکاوٹ بن سکتی تھی، 1988ء میں ایران عراق جنگ کے اختتام پر عراقی فوج دنیا کی چوتھی سب سے بڑی فوج تھی۔ ایران عراق جنگ کے دوران عراق نے کویت اور سعودی عرب سے کئی بلین ڈالر قرض لیا تھا، عراق کا اصرار تھا کہ کویت کو یہ قرض معاف کر دینا چاہیئے کیونکہ وہ پورے خطے میں عرب حاکمیت قائم کرنے کے لئے قربانیاں دیتا رہا ہے۔ لیکن کویت یہ قرض معاف کرنے کو تیار نہیں تھا۔

جولائی 90ء میں صدام نے کویت پر الزام عائد کیا کہ اس نے متحدہ عرب امارات کے ساتھ مل کر تیل کی قیمتوں میں کمی کی جس سے عراق کو نقصان پہنچا۔ عراق اور کویت کا زمینی تنازعہ جس میں رمیلا

(1) (الفتن ۱۲۵۲)

آئل فیلڈ سے عراقی تیل کی چوری بھی شامل تھی۔ صدام حسین تیل کی قیمتیں کم ہونے کی وجہ سے مالی دباؤ میں تھے۔ چنانچہ عراق نے 2 اگست 1990ء کو کویت پر حملہ کر دیا۔

عراقی عسکری قوت کے مقابلے میں کویت کی قوت بہت کمزور تھی۔ دو دن تک جاری رہنے والی شدید لڑائی کے بعد کویت کی زیادہ تر فوج یا تو مغلوب ہو گئی یا سعودی عرب بھاگ گئی۔ امیر اور اہم وزرا بھی سعودی عرب میں پناہ کے لئے جنوب کی طرف فرار ہو گئے، اور شاہی خاندان بھی فرار ہو گیا۔ کویت کے بیشتر حصے پر قبضہ کر لیا گیا۔ فیصلہ کن عراقی فتح کے بعد صدام نے 8 اگست کو اپنے کزن علی حسن المجید کے ذریعے ایک کٹھ پتلی حکومت "آزاد کویت کی عارضی حکومت" کے نام سے قائم کی۔

چنانچہ امریکہ نے عراق کو نشانہ بنانے کا فیصلہ کر دیا، اس کے لئے عیسائی طاقتوں کو دعوت دی گئی۔ اتحادی ممالک کی تعداد 34 تھی، دوسری جنگِ عظیم کے بعد یہ سب سے بڑا اتحاد تھا۔ بی بی سی کے مطابق 1990 میں غیر ملکی افواج کی تعداد جو جزیرۃ العرب آئے ساڑھے سات لاکھ تھی۔

اس جنگ کو روایات میں اول الملاحم کہا گیا، کیونکہ صلیبی جنگوں کے بعد موجودہ دور میں یہ عیسائی طاقتوں کا مسلمانوں پر پہلا باقاعدہ حملہ تھا۔ اس دوران وہ جزیرۃ العرب میں داخل ہوئے، یہ بھی ایسا واقعہ تھا جو پہلی بار سامنے آیا کہ جزیرۃ العرب جیسی مقدس مقامات کی سرزمین میں عیسائی کافر افواج دندناتے ہوئے داخل ہوں۔ عرب لیگ کے اجلاس میں 21 میں سے دو تہائی ممبران نے عراقی جارحیت کی مذمت کی۔ امریکی صدر ایچ ڈبلیو بش، برطانیہ نے بھی اس کی مذمت کی۔ 3 اگست کو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے عراق سے کویت سے دستبرداری کا مطالبہ کیا۔ شاہ فہد نے امریکی سیکریٹری برائے دفاع "ڈک چینی" سے ملاقات کی تاکہ وہ امریکہ سے فوجی مدد کی درخواست کریں۔ چنانچہ امریکی فضائیہ کے لڑاکا طیارے سعودی عرب پہنچنے لگے، ان کے ساتھ نیٹو کے اتحادی بھی تھے۔ جو سعودی عرب پر ممکنہ عراقی حملے سے حفاظت کے لئے لائے گئے تھے۔

قَالَ كَعْبٌ: وَحَدَّثَنِي مَوْلًى لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، سَمِعَهُ يَقُولُ: إِذَا رَأَيْتَ أَوَ سَمِعْتَ بِرَجُلٍ مِنْ أَبْنَاءِ الْجَبَابِرَةِ بِمِصْرَ، لَهُ سُلْطَانٌ يُغْلَبُ عَلَى

سُلْطَانِهِ، ثُمَّ يَفِرُّ إِلَى الرُّومِ، فَذَلِكَ أَوَّلُ الْمَلَاحِمِ، يَأْتِي بِالرُّومِ إِلَى أَهْلِ الْإِسْلَامِ (الفتن لنعيم بن حماد ١٣٤٢)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب تم دیکھو یا سنو کہ جابر بادشاہوں میں سے ایک کا بیٹا ایک شہر میں حاکم ہے، اُس کی حکومت اُس سے لے لی گئی، پھر وہ روم چلا جائے تو یہ ملاحم (یعنی خونریز جنگوں) کی ابتدا ہو گی۔ وہ اہلِ اسلام کے خلاف رومیوں کو لے کر آئے گا۔

جابر بادشاہ کا ایک ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اُن کے نام جابر ہوں۔ صباح الاحمد الجابر الصباح، شیخ احمد الجابر الصباح کے بیٹے تھے۔ غرض اس جابر بادشاہ نے عراقی حملے کے بعد اقوامِ متحدہ میں رومی (عیسائیوں) سے مدد کی مانگی جس کے بعد لاکھوں امریکی یورپی افواج جزیرۃ العرب آ گئے۔ یہیں سے موجودہ دور کی ان جنگوں کی ابتدا ہوئی جو آگے جا کر حضرت امام مہدی کے دور میں عیسائیوں کے ساتھ فیصلہ کن جنگ پر ختم ہو گی۔

چوتھی مصالحت

چوتھی مرتبہ اتحاد یا مصالحت حضرت امام مہدی کے زمانے میں ہو گی تب رومی اس آخری فیصلہ کن جنگ کے لئے جمع ہوں گے، جو ملحمہ کبری پر منتج ہو گی۔

فِتْنَةٌ لَا يَبْقَى بَيْتٌ مِّنَ العَرَبِ إِلَّا دَخَلَتْه، ثُمَّ هُدْنَةٌ تَكُوْنُ بَيْنَكُمْ و بَيْنَ بَنِي الْأَصْفَرِ فَيَغْدِرُوْنَ فَيَأْتُوْنَكُمْ تَحْتَ ثَمَانِيْنَ رَأيَةً، تَحْتَ كُلِّ رَأْيَةٍ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا. [1]

"ایسا فتنہ ہو گا کہ عرب کا کوئی گھر ایسا نہیں بچے گا جس میں یہ فتنہ داخل نہ ہو، اس کے بعد تمہارے اور گوروں کے درمیان صلح ہو گی، پھر وہ غداری کریں گے، اور تمہارے خلاف اسی جھنڈوں تلے آئیں گے، ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار کی تعداد ہو گی۔"

وہ فتنہ جو عرب کے ہر گھر میں داخل ہو جائے گا فتنہ دُہیما ہے، اس کے بعد ایک بار پھر مسلمانوں

---

(1) (صحيح البخاري ٣١٧٦)

اور رومیوں کے درمیان صلح ہوگی جو عارضی ثابت ہوگی اور وہ خود غداری کرکے مسلمانوں کے خلاف جنگِ عظیم کے لئے شام میں صف آرا ہو جائیں گے۔ مسلمانوں کے امیر حضرت امام مہدی ہوں گے، جنہیں اس روایت میں چالیس سال کی عمر کا کہا گیا ہے، امام مہدی کی عمر کے بارے میں متعارض روایات موجود ہیں جن کے بارے میں علما کا کہنا یہ ہے کہ آپ کا ظہور بتدریج ہوگا۔ 32 سال، چالیس سال، 51 یا 52 سال کی عمر بھی منقول ہے۔

حدیث (۱۳)

امام مہدی کے دانتوں میں فاصلہ ہوگا

(۱۳) عن عبدالرحمن بن عوف رضي الله عنه قال: قَالَ رسولُ اللهﷺ: لَيَبْعَثَنَّ اللهُ من عِتْرَتِي رجُلا أَفْرَقَ الثَّنَايَا أَجْلى الجَبْهَةِ، يَمْلأُ الأَرْضَ عَدْلا، يُفِيْضُ المالَ فَيضًا. [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ضرور اللہ تعالیٰ میری اولاد میں سے ایسی شخصیت کو بھیجیں گے، جن کے سامنے کے دانتوں میں فاصل ہوگا۔ کشادہ پیشانی والے ہوں گے، زمین کو عدل سے بھر دیں گے، مال کو عام کریں گے۔

(1) الكامل في ضعفاء الرجال ٤٢٣/٣، عقد الدرر، عند السيوطي (أجلى)، قال الحافظ ابن قيم الجوزية في المنار المنيف (ص ١٣٤): طالوت وشيخه ضعيفان، والحديث ذكرناه للشواهد.اهـ، قلت: في سنده انقطاع أيضا، فأبو سلمة بن عبد الرحمن قال ابن معين والبخاري: لم يسمع من أبيه شيئا، ومحمد بن عمرو بن علقمة قال الحافظ: صدوق له أوهام.

تشریح: علامہ سلمی شافعی کی عقد الدرر (بتحقیق مهيب بوريني) میں أغرق الثنايا کے الفاظ ہیں، جس کے معنیٰ ہیں کہ ایسا شخص جس کے کہ ثنایا یعنی سامنے کے دانتوں میں بہت فاصلہ ہو، یا ایک دانت مسوڑھوں میں گھس گیا ہو، اور عقد الدرر کی ہی ایک روایت میں أفلج الثنايا کا لفظ ہے، اس کا معنی بھی وہی ہے کہ سامنے (اوپر یا نیچے) کے دانتوں کے درمیان فاصلہ ہو گا۔

حدیث (۱۴)

امام مہدی امامِ صالح اور نجات کا دن

(١٤) عن أبي أمامة رضي الله عنه قال: خَطَبَنَا رسولُ الله ﷺ – وذكر الدجال – وقال: فَتَنْفِي المدينةُ الخبثَ منها كَمَا يَنْفِي الكِيْرُ خبثَ الحديد، ويُدْعٰي ذلكَ اليومُ يومُ الخَلاص، فقَالَتْ أُمُّ شَرِيْكٍ: يَا رسولَ الله فأَيْنَ العَرَبُ يَوْمَئِذٍ؟ قَال هُم يومَئِذٍ قليلٌ، وجُلُّهُمْ بِبَيْتِ المَقْدِسِ وإِمَامُهُمْ المَهْدِيُّ رجلٌ صالحٌ [فَبَيْنَمَا إمامُهم قد تَقَدَّمَ يُصَلِّيْ بهم الصُّبْحَ إِذْ نَزَلَ عليهم عيسى بن مريم، فرجع ذلك الإمام ينكص يمشي القهقري ليتقدم عيسى، فيضع عيسى يده بين كتفيه، ثم يقول له: تقدم فصلِّ فإنها لك أقيمت، فيصلي بهم إمامهم. [1]

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا جس میں آپ نے دجال کا تذکرہ کیا، اور فرمایا: مدینہ اپنے میل کو ایسے دور کردے گا جیسا کہ بھٹی لوہے کے میل کو دور کرتی ہے۔ اُس دن کو نجات کا دن کہا جائے گا۔ ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہا اے اللہ کے رسول! اس دن عرب کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تب عرب بہت تھوڑے ہوں گے، اور اُن کی اکثریت بیت المقدس میں ہوگی، اُن کے امام، مہدی ہوں گے جو ایک نیک شخص ہوں گے۔ اس دوران کہ اُن کے امام صبح کی نماز پڑھانے کے لئے بڑھ رہے ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام

---

(1) أخرجه ابن ماجة (٤٠٧٧) والروياني في مسنده (١٢٦٩) وابن خزيمة وأبي عوانة والحاكم ٨٦٦٤) وأخرجه أيضا نعيم بن حماد في الفتن (١٥٨٩) والطبراني في معجم الكبير (٧٨٤٤) وابن أبي عاصم في السنة (٣٩١).

فائدة: قال أبو عبد الله ابن ماجة بعد إخراجه للحديث: سمعت أبا الحسن الطنافسي يقول:سمعت عبد الرحمن المحاربي يقول: ينبغي أن يدفع هذا الحديث إلى المؤدب حتى يعلمه الصبيان في الكتاب

آسمان سے اتریں گے۔ تو یہ امام الٹے پاؤں واپس لوٹیں گے تا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آگے بڑھیں۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے شانوں کے درمیان ہاتھ رکھ فرمائیں گے: آپ ہی آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں۔ اس کی اقامت آپ ہی کے لئے کہی گئی ہے، چنانچہ اُن کے امام انہیں نماز پڑھائیں گے۔

تشریح: خلاصی کا یہ دن کون سا ہو گا؟ اس کی بارے میں مسند احمد اور مستدرک حاکم کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ دن ہو گا جب دجال کے خروج کے بعد مدینہ میں رہنے والے منافق مرد و عورتیں باہر نکل کر اس سے جاملیں گے اور مدینہ ان سے پاک کر دیا جائے گا۔

عَنْ مِحْجَنِ بْنِ الأَدْرَعِ رَضيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ، فَقَالَ: يَوْمُ الْخَلاصِ، وَمَا يَوْمُ الْخَلاصِ، ثَلاثَ مَرَّاتٍ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا يَوْمُ الْخَلاصِ؟ فَقَالَ: يَجِيءُ الدَّجَّالُ، فَيَصْعَدُ أُحُدًا، فَيَطَّلِعُ، فَيَنْظُرُ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَيَقُولُ لأَصْحَابِهِ: أَلا تَرَوْنَ إِلَى هَذَا الْقَصْرِ الأَبْيَضِ، هَذَا مَسْجِدُ أَحْمَدَ، ثُمَّ يَأْتِي الْمَدِينَةَ، فَيَجِدُ بِكُلِّ نَقْبٍ مِنْ نِقَابِهَا مَلَكًا مُصْلِتًا، فَيَأْتِي سُبْخَةَ الْجُرُفِ، فَيَضْرِبُ رُوَاقَهُ، ثُمَّ تَرْتَجِفُ الْمَدِينَةُ ثَلاثَ رَجَفَاتٍ، فَلا يَبْقَى مُنَافِقٌ وَلا مُنَافِقَةٌ، وَلا فَاسِقٌ وَلا فَاسِقَةٌ، إِلا خَرَجَ إِلَيْهِ، فَتَخْلُصُ الْمَدِينَةُ، وَذَلِكَ يَوْمُ الْخَلاصِ. [1]

ترجمہ: حضرت محجن بن الادرع رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے خطبے کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ: خلاصی (نجات) کا دن! خلاصی کا دن کیا ہے؟ خلاصی کا دن! خلاصی کا دن کیا ہے؟ خلاصی کا دن! خلاصی کا دن کیا ہے؟ تو کہا گیا کہ خلاصی کا دن کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دجال آئے گا اور احد پہاڑ پر چڑھ جائے گا، اور مدینہ کو دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہے گا: کیا تمہیں یہ سفید محل نظر آرہا ہے؟ یہ احمد (ﷺ) کی مسجد ہے، پھر مدینہ آنا چاہے گا تو اس کے ہر راستے پر تلوار سونتے فرشتے کو پائے گا، چنانچہ سبخۃ الجرف آکر وہاں اپنے لیے ایک سائبان بنائے گا، پھر مدینہ میں تین بار زلزلہ آئے گا، تو کوئی منافق

(1) مسند أحمد، مستدرك حاكم و قال: هذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.

مرد اور عورت اور کوئی فاسق مرد اور عورت باقی نہیں بچیں گے مگر اس کی طرف نکل آئیں گے۔ پس یہی خلاصی کا دن ہے۔

یہ حدیث بالکل واضح ہے۔ جس میں رسول اللہ ﷺ دجال کے خروج کے وقت مدینہ کی حالت بیان فرمارہے ہیں کہ جب دجال مدینہ طیبہ کو تاراج کرنا چاہتا ہو گا اور وہ سبخة الجرف آئے گا، سبخة ریتیلی زمین کو کہتے ہیں۔ دجال کے زمانے میں یہ مادی، روحانی اور ایمانی لحاظ سے آباد ہو گا، باوجود اس میں بعض منافقین کے موجود ہونے کے، اور مسجد نبوی سفید محل کی طرح ہو گا۔ حالانکہ نبی ﷺ کے زمانے میں یہ کچی اینٹوں سے بنی خاکی رنگ کی عمارت تھی جس کی چھت کھجور کی شاخوں اور لکڑیوں سے بنائی گئی تھی، اور اس کے ستون کھجور کے درختوں کے تنے تھے۔ مسجد نبوی کی تعمیر میں سفید پتھر کا استعمال دور حاضر میں ہی ہوا، جب 90ء کی دہائی میں شاہ فہد کے دور میں اس میں توسیع ہوئی۔ جو شخص آج مسجد نبوی کو احد پہاڑ سے دیکھے گا اسے یہ ایک سفید محل کی طرح نظر آئے گی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال کا خروج قریب ہی ہے۔ اور مدینہ میں اگر چند منافقین رہتے بھی ہوں تو اللہ تعالیٰ اُن سے اس مقدس شہر کو پاک کر دے گا۔

اس کے بعد حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ دجال کے زمانے میں عرب کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ عرب اس دور میں بہت کم رہ گئے ہوں گے اور ان میں بھی اکثر بیت المقدس میں ہوں گے۔

کیونکہ حضرت امام مہدی کی خلافت سے پہلے بھی جنگوں اور حادثات میں عربوں کی ایک بہت بڑی تعداد ختم ہو چکی ہو گی، جیسے دریائے فرات پر سونے کے حصول کی جنگ، باہمی فتنوں اور اختلافات کی وجہ سے ہونے والی لڑائیاں، جیسا کہ شام و عراق کے حالات سے ظاہر ہے۔ نیز آپ کی

خلافت کے قائم ہونے کے بعد جنگوں میں عربوں کی بڑی تعداد کام آئی ہو گی اور ان کی تعداد کم رہ چکی ہو گی۔

فائدہ: امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تخریج کے بعد فرمایا کہ یہ حدیث بچوں کے معلم کو دینی چاہیئے تاکہ وہ اسے بچوں کو سکھائے۔ اپنی اگلی نسل کو دجال کے فتنوں سے خبردار کرنے کے لئے یہ بہترین طریقہ ہے کہ انہیں وہ روایات یاد کرائی جائیں جو دجال کے بارے میں منقول ہیں۔ ان احادیث میں ایمان کا نور اور وحی کی طاقت ہے جو دجال کے مادیت پر مبنی فتنے کا اصل علاج ہے۔

حدیث (۱۵)

امام مہدی لوگوں کے لئے مددِ خداوندی ہوں گے

(۱۵) عن أبي سعيد رضي الله عنه أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال يَخْرُجُ المَهْدِيُّ في أُمَّتِي، يَبْعَثُهُ اللهُ غِيَاثًا للناس تَنْعَمُ الأُمَّةُ وتَعِيْشُ المَاشِيَةُ، وتُخرِجُ الأرضُ نَبَاتَها، ويُعْطِي المَالَ صَحَاحًا. [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہدی میری امت میں نکلیں گے، اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں کے لئے مدد گار بنا کر بھیجیں گے۔ امت نعمتوں میں ہو گی، چوپائے زندہ رہیں گے۔ زمین اپنی پیداوار نکالے گی، آپ مال کو برابر تقسیم کریں گے۔

تشریح: بے کسی و کسمپرسی کے زمانے میں یہ نبوی تسلی ہے جو اس امت کو دی جارہی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ حکم جبری کے بعد امام مہدی کو لوگوں کے لئے خدائی امداد بنا کر بھیجیں گے۔ جبر کے نظام میں مجبور و مظلوم امت کو عدل و انصاف مہیا کریں گے اور انہیں راحت و نعمت میں رکھیں گے۔ خدائی نصرت بھی آپ کے ہمراہ ہو گی، اس لئے بارشیں بھی خوب ہوں گی جس کی وجہ سے پیداوار میں بھی اضافہ ہو گا اور چوپائے بھی خوب کثرت سے ہوں گے۔ آپ مال کو برابری کی بنیاد پر تقسیم کریں گے، یعنی امت کے ہر فرد کو ایک جتنا وظیفہ ملے گا، جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں تھا کہ بیت المال سے خلیفہ سمیت سب مسلمانوں کو برابر حصہ ملتا تھا۔

---

(1) أخرجه الحاكم في المستدرك (٨٦٧٣) قال :هذا حديث صحيح الإسناد و لم يخرجاه، وأقره الذهبي، وقال الشيخ أحمد الغماري في إبراز الوهم المكنون (ص٨٧): وهو كما قال لأن رجاله كلهم ثقات على شرط مسلم.

حدیث (١٦)

امام مہدی کے سر پر بادل ہوں گے

(١٦) عن عبدالله بن عمرو رضي الله عنهما قَالَ قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: يَخْرُجُ المَهْدِيُّ وعلى رَأْسِه غَمَامَةٌ، فيها مُنَادٍ يُنَادِيْ هٰذَا المَهْدِيُّ خَلِيْفَةُ الله فَاتَّبِعُوْه. [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امام مہدی نکلیں گے تو آپ کے سر پر بادل ہوگا (یا پگڑی ہوگی) جس میں سے ایک آواز دینے والا آواز دے گا، یہ مہدی اللہ کے خلیفہ ہیں ان کی پیروی کریں۔

تشریح: غمامۃ بادل کو کہتے ہیں۔ بادل سے آواز دیئے جانے کا حقیقی معنیٰ بھی مراد ہوسکتا ہے کہ بطور کرامت آپ کے سر کے اوپر موجود بادلوں سے آپ کے حق میں گواہی آجائے، اور عمامۃ پگڑی کو کہتے ہیں، یعنی پگڑی سے آواز آجائے۔

یہ آوازیں حقیقتاً سنی بھی جاسکتی ہیں، اور اس کا بھی امکان ہے کہ فرشتوں کی یہ آوازیں سنی نہ جائیں بلکہ انسانوں اور بالخصوص مخلص مسلمانوں کے دلوں میں ڈال دی جائیں۔ اور وہ اس کا اثر اپنے باطن میں محسوس کریں۔ یہ آپ کی حقانیت کی علامت ہوگی کہ مخلص اہلِ ایمان فرشتوں کی القا کی وجہ سے آپ کا ساتھ دیں گے۔

---

(1) عند السيوطي (فيأتي)بدل (فيها)، والحديث أخرجه الطبراني في مسند الشاميين(٩٣٧) وابن عدي في الكامل (١٩٣٣)، في إسناده عبدا لوهاب بن الضحاك. قال الذهبي في المغني في الضعفاء: متّهم تركوه، والحديث عَدَّهُ في الميزان (٥٣٢١) من أوابده، أما الشيخ عبدالله الغماري فقال في كتابه المهدي (٦٠): إسناده حسن اهــ، وقع في العرف الوردي (ابن عمر) والصواب (ابن عمرو).

حدیث (۱۷)

امام مہدی کے سر پر فرشتہ ہوگا

(۱۷) عن عبدالله بن عمرو رضي الله عنهما قال قَالَ رسولُ اللهﷺ يَخرُجُ المَهْدِيُّ وعلى رَأْسِهِ مَلَكٌ يُنَادِي: إِنَّ هٰذَا المَهْدِيّ فَاتَّبِعُوْه. [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امام مہدی جب نکلیں گے تو آپ کے سر پر ایک فرشتہ ہوگا جو آواز دے گا کہ یہ مہدی ہیں ان کی پیروی کریں۔

تشریح: حضرت امام مہدی کے ہاتھوں جو خلافت قائم ہوگی اسے احادیث میں خلافت علی منہاج النبوت کہا گیا ہے، یعنی ایسی خلافت جو نبوت کی مکمل جانشین ہو اور دینی و دنیاوی تمام امور میں حق وعدل پر کاربند ہو۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اس خلافت کا خلیفہ بھی ہدایت یافتہ ہو، اس لئے حضرت امام مہدی کی صفت "مہدی" اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی رہنمائی کریں گے اور آپ کو حق و ہدایت کی توفیق نصیب فرمائیں گے۔ اسی لئے فرشتوں کے ذریعے آپ کی رہنمائی بھی کی جائے گی۔

نعیم بن حماد کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ساتھ حضرت جبرئیل و میکائیل علیہما السلام جیسے جلیل القدر فرشتے ہوں گے جو آپ کی حق وصواب کی طرف رہنمائی فرمائیں گے۔

مُقَدِّمَتُه جِبْرِيْلُ وَ سَاقَتُه مِيْكَائِيْلُ، مَحْبُوبٌ فِيْ الخَلَائِقِ، يُطْفِئُ اللهُ تعالىٰ بِه الفِتْنَةَ العَمْيَاءَ وَ تَأمَنُ الأَرْضُ. [1]

---

(1) الحديث أخرجه الخطيب البغدادي في تلخيص المتشابه، الفردوس بمأثور الخطاب (۸۹۲۰) وفي سنده عبد الوهاب، ووقع عند السيوطي في عرف الوردي (ابن عمر) والتصويب من كتاب الخطيب.

”آپ کے آگے حضرت جبرائیل علیہ السلام ہوں گے اور پیچھے حضرت میکائیل علیہ السلام ہوں گے۔ آپ مخلوقات میں محبوب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے اندھے فتنے کو بجھا دیں گے اور زمین میں امن ہو جائے گا۔“

اور یہی فرشتے آواز دیں گے کہ یہ ”مہدی“ ہیں ان کی پیروی کریں۔ اور جیسا کہ عرض کیا گیا کہ یہ آواز حقیقی بھی ہو سکتی ہے، جو سنی جا سکے گی۔ اور اس کا مجازی معنی بھی ممکن ہے، یعنی لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی جائے کہ مہدی یہی ہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ روزانہ دو فرشتے آواز دیتے ہیں کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا نعم البدل دے دیں اور روکنے والے کا مال تلف کر دیں۔ اہلِ خیر و سخاوت کے دلوں میں یہ بات ڈال دی جاتی ہے تو اس کے اثر سے اُن کی سخاوت میں اضافہ ہوتا ہے، اور بخیل اس کا اثر دل میں محسوس کر کے مزید بخل میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

---

(1) (الفتن ۱۰۳۰)

حدیث (۱۸)

امت کو بشارت

(۱۸) عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: أُبَشِّرُكُمْ بالمَهْدِيّ يُبْعَثُ في أُمَّتِي على اختلافٍ من الناس وزلازلَ فيَمْلأُ الأرضَ قِسطاً وعَدْلا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وجَوْرًا، يَرْضٰى عنه ساكنُ السَّمَاء، وساكنُ الأرض، و يَقْسِمُ المالَ صَحاحًا، فقَالَ له رجلٌ: مَا صَحَاحًا؟ قَالَ: السَّوِيَّةُ بَيْنَ النَّاس. (1)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں مہدی کی بشارت دیتا ہوں، جو میری امت میں اختلاف اور زلزلوں کے وقت مبعوث ہوں گے، زمین کو عدل و انصاف سے ایسے بھر دیں گے جیسے کہ وہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی ہوگی۔ آپ سے آسمان کے رہنے والے اور زمین کے رہنے والے سب خوش ہوں

---

(1) لفظ السيوطي في العرف الوردي (أُبَشِّرُكُمْ بالمَهْدِيّ، رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ مِن عِتْرَتِيْ، يُبْعَثُ فِيْ أُمَّتِيْ عَلى اخْتِلافٍ مِنَ النَّاسِ وزَلازِلَ فيَمْلأُ الأرضَ قِسطًا وعَدْلا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وظُلْمًا و يَرْضٰى عَنْه سَاكِنُ السَّمَاء وسَاكِنُ الأرضِ و يَقْسِمُ الْمَالَ صِحَاحًا فقَالَ لَه رَجُلٌ: مَا صحاحا؟ قَالَ: بالسَّوِيَّةِ بَيْنَ النَّاسِ، قَالَ:ويَمْلأُ [الله] قُلُوبَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ غِنًى، ويَسَعُهُمْ عَدْلُه، حَتى يَأْمُرَ مُنَادِيا فيُنَادِيْ فيَقُوْلُ: مَن لَه حَاجَةٌ إلَيَّ ؟ فَمَا يَأْتِيْه أحَدٌ إلا رجُلٌ واحِدٌ فيَقُوْلُ: اِئْتِ السَّادِنَ حَتى يُعْطِيَكَ، فيَأْتِيْه فيَقُوْلُ :أنَا رسُولُ المَهْدِيِّ إلَيْكَ لِتُعْطِيَنِيْ مَالا فيَقُولُ: أُحْثُ، فيَحْثِي ولا يَسْتَطِيْعُ أنْ يَحْمِلَه، فيُلْقِيْ حَتى يَكُوْنَ قَدْرَ مَا يَسْتَطِيْعُ أن يَحْمِلَه، فيَخْرُجُ به فيَنْدَمُ فيَقُوْلُ: أنَا كُنْتُ أجْشَعَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ نَفْسًا، كُلُّهُمْ دُعِيَ إلى هٰذا المال فتَرَكَه غَيْرِيْ فيَرُدُّه عَلَيْه، فيَقُوْلُ: إنَّا لا نَقْبَلُ شَيْئًا أعْطَيْنَاهــ فيَلْبَثُ فِيْ ذٰلِكَ سِتًّا أو سَبْعًا أو ثَمَانِيًا أو تِسْعَ سِنِيْنَ ولا خَيْرَ فِيْ العَيْشِ بَعْدَه. و إنما لم اذكره في النص لأنه عزاه لأبي نعيم وأحمد و الباوردي و لم يعين صاحب اللفظ

والحديث أخرجه أحمد (١١٣٢٦) وعزاه السيوطي للباوردي في المعرفة قال الهيثمي في مجمع الزوائد (١٢٣٩٣): رواه الترمذي وغيره باختصار كثير، و رواه أحمد بأسانيد وأبو يعلى باختصار كثير ورجالهما ثقات.اهــ

گے۔ مال کو صَحاح کے ساتھ تقسیم فرمائیں گے۔ ایک شخص نے کہا: صَحاح کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں برابری کی بنیاد پر۔

تشریح: امام کے ظہور کا زمانہ لوگوں کے باہمی اختلاف کا زمانہ ہو گا۔ مسلمانوں کے بیچ ہر معاملے میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ مسلک و مشرب کا اختلاف ہو یا منہج و حکمت عملی کا، سیاسی و انتظامی معاملات ہوں یا دینی و روحانی امور، سب انتشار کا شکار ہو جائیں گے۔ یہی منظر آج نظر آرہا ہے: امت فرقوں اور جماعتوں میں بٹ چکی ہے۔ کوئی شخصیت یا جماعت ایسی باقی نہیں رہی جس پر مسلمانوں کا اتفاق ہو، اور یہ اختلاف لڑائی کی شکل اختیار کر چکا ہے۔

دوسری نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ زلزلے زیادہ آئیں گے۔ زلزلے پہلے بھی آتے رہے ہیں لیکن امام کے ظہور سے پہلے کثرت سے آئیں گے۔ گویا آسمانی و زمینی دونوں قسم کے حوادث نے امت کو گھیر رکھا ہو گا، ایسی صورت حال میں جب آپ کا ظہور ہو گا تو آپ امت کے لئے رحمتِ خداوندی ثابت ہوں گے۔ ظلم و جبر کا دور ختم ہو کر حق و انصاف کا دور دورہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کے دلوں کو غنی سے بھر دیں گے اور آپ کے عدل سے سبھی مستفید ہوں گے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی ایک مثال ذکر کی ہے:

کہ آپ کی طرف سے اعلان ہو گا کہ کوئی ضرورت مند باقی ہے؟ تو ایک ہی شخص آئے گا جسے آپ کہیں گے کہ خزانچی کے پاس جاؤ وہ آپ کو عطا کرے گا، چنانچہ یہ شخص خزانچی کے پاس جا کر کہے گا کہ میں مہدی کا نمائندہ ہوں، مجھے انہوں نے آپ کی طرف بھیجا ہے۔ وہ اس شخص کو کہے گا کہ یہ مال لے لو اور (اپنے کپڑے وغیرہ میں) ڈال دو، وہ ڈالے گا لیکن اسے اٹھا نہیں سکے گا۔ اس میں سے کچھ کم کرے گا تاکہ بقیہ مقدار اٹھا سکے۔ چنانچہ اسے لے کر باہر نکلے گا تو پشیمان ہو جائے گا، اور کہے گا کہ میں امت محمد میں سب سے زیادہ لالچی انسان تھا، سب کو اس مال کی طرف دعوت دی گئی لیکن سوائے میرے کسی نے نہیں لیا، وہ اسے واپس کروانا چاہے گا تو امام مہدی اسے کہیں گے کہ ہم مال عطا کرنے کے

بعد واپس نہیں لیتے۔ اس حال میں امام چھ سال، سات سال، آٹھ سال یا نو سال تک زندہ رہیں گے، آپ کے بعد زندہ رہنے میں کوئی خیر نہیں ہو گی۔ کیونکہ آپ کے بعد جلد ہی قیامت ہو گی جو زمین پر رہنے والے بدترین انسانوں کے اوپر واقع ہو گی۔

حدیث(۱۹)

امام مہدی کا نام

(۱۹) عن عبد اللہ ابن عمر رضي اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: لا تَقُومُ السَّاعَةُ حتَیّ یَمْلِكَ رجلٌ من أَهْلِ بَیْتِيْ، یُوَاطِئُ اسْمُه اسمي، یَمْلا الأرضَ عَدْلاً وقِسْطًا، كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا و جَورا. [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص حکمران نہ بن جائے، جن کا نام میرے نام جیسا ہو گا، وہ زمین کو عدل و انصاف سے ایسا بھر دے گا جیسے کہ وہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی ہو گی۔

تشریح: یہ شخص حضرت امام مہدی ہی ہیں جن کا نام آپ ﷺ کے نام کی طرح ہو گا اور ان کے والد کا نام آپ ﷺ کے والد کے نام کی طرح ہو گا۔ مواطاۃ کا معنی مشاہت ہے، اور اس مشابہت کا مطلب یہی ہے کہ آپ کا نام محمد یا احمد ہو گا۔ اگر آپ کا نام محمد یا احمد نہ ہو تو روایت میں الفاظ یوں ہوتے کہ آپ کا نام میرے نام کی طرح نہ ہو گا۔ نعیم بن حماد کی ایک ضعیف روایت میں تصریح ہے کہ آپ کا نام "محمد" ہو گا۔

(1) رواہ الطبراني في المعجم الكبير (١٠٢١٤) عن عبد اللہ بن مسعود والسلمي الشافعي في عقد الدرر، و لم یذكرہ السیوطي في العرف الوردي.

حدیث (۲۰)

امام مہدی کی کنیت

(۲۰) عن حذيفة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: لَو لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنيا إلا يومٌ واحدٌ لَبَعَثَ الله رجُلاً اسمُه اسمي وخُلُقُه خُلُقِيْ يُكَنّى: أَبَا عَبْدِالله، يُبَايِعُ لَه النَّاسُ بَيْنَ الرُّكْنِ والْمَقَام يَرُدُّ الله به الدِّيْنَ ويَفْتَحُ لَه فُتُوحًا فَلا يَبْقَى عَلى ظَهْرِ الأَرضِ إلا مَن يَّقُولُ لا إِله إلا الله، فقَامَ سَلمانُ فقَالَ: يَا رسُولَ الله مِن أَيِّ وَلَدِكَ هُو؟ قَالَ: مِن وَلَدِ ابني هٰذَا، وضَرَبَ بِيَده على الحُسَين.[1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر دنیا کی زندگی کا صرف ایک ہی دن باقی رہ جائے تب بھی اللہ تعالیٰ ضرور ایسے شخص کو مبعوث فرمائے گا جس کا نام میرے نام کی طرح اور اُس کے اخلاق میرے اخلاق کی طرح ہوں گے۔ اُس کی کنیت ابو عبد اللہ ہوگی۔ لوگ مقامِ ابراہیم اور حجر اسود کے درمیان اس کی بیعت کریں گے۔ اللہ اُس کے ذریعے ایک بار پھر دین کو غلبہ دے گا۔ اور اسے فتوحات سے نوازے گا۔ زمین پر کوئی ایسا شخص باقی نہیں بچے گا مگر وہ لا اِلٰہ اِلا اللہ کہنے والا ہوگا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! آپ کی کون سی اولاد کی نسل میں سے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر ہاتھ مار کر فرمایا: اس بیٹے کی اولاد سے۔

(1) قال الحافظ ابن القيم في المنار المنيف (ص۱۳۳): في إسناده العباس بن بكار لا يحتج بحديثه.اهــ. قلت: في سنده أيضا محمد بن زكرياء الغلابي, قال الدارقطني: يضع الحديث عن العباس بن بكار, وقال فيه الدارقطني: كذاب.

تشریح: حضرت امام مہدی کی کنیت بھی نبی اکرم ﷺ کی طرح ہو گی، آپ ﷺ کی دو کنیتیں مشہور ہیں: ابو القاسم اور ابو عبد اللہ۔ اس روایت میں امام مہدی کی کنیت ابو عبد اللہ بتائی گئی ہے جبکہ عقد الدرر کی ایک روایت میں آپ کی کنیت "ابو القاسم" بھی منقول ہے۔

آپ کی بیعت حجر اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان ہو گی، کیونکہ آپ کی خلافت، خلافتِ راشدہ ہو گی اور خلفائے راشدین میں سب حضرات کی بیعت حجاز میں ہوئی تھی، اس لئے آپ کی بیعت بھی مکہ میں ہو گی۔ نیز بیت اللہ اور مسجدِ حرام عالمِ اسلام کے مقدس ترین مقامات ہیں، یہاں ہونے والی بیعت اور قائم ہونے والی خلافت پورے عالمِ اسلام کے لئے خیر و برکت اور امن و انصاف کا ذریعہ بنے گی۔

حدیث (۲۱)

امام مہدی کے والد کا نام

(۲۱) عن ابن عمر رضي الله عنه قَالَ قَالَ رسولُ الله ﷺ: لا تَذْهَبُ الدُّنيا حَتّٰى يَبْعَثَ الله رجُلا مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُه اسمي، واسمُ أبيه اسمَ أَبِي يَمْلأُهَا قِسْطًا وعَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ جَورًا وظُلْمًا. [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص کو مبعوث نہ فرمائے، ان کا نام میرے نام جیسا ہوگا، اور ان کے والد کا نام میرے والد کے نام کی طرح ہوگا۔ وہ اس (زمین) کو عدل وانصاف سے ایسے بھر دیں گے جیسے وہ ظلم اور جبر سے بھری ہوئی تھی۔

تشریح: آپ کے والد کا نام حضور اکرم ﷺ کے والد کے نام کی طرح ہوگا یعنی "عبد اللہ"۔ اس میں شیعوں کی تردید ہے جو حضرت امام مہدی کو حسن عسکری رحمہ اللہ کا بیٹا مانتے ہیں۔ شیعہ ان جیسی روایات میں یہ تکلف کرتے ہیں کہ ان میں تصحیف ہوئی ہے اور اس کے الفاظ یوں تھے: **اسم أبيه اسم ابني** یعنی ان کے والد کا نام میرے بیٹے (حسن) کے نام جیسا ہوگا۔ یا **اسم أبيه اسم أبي** میں نام سے مراد

---

(1) لم يذكره السيوطي في العرف الوردي وللحديث شاهد من حديث ابن مسعود أخرجه أحمد (٣٥٧٢) وأبو داود (٤٢٨٢) والترمذي (٢٢٣٠) وقال: حسن صحيح ولفظه :(لا تذهب الدنيا حتى يملك العرب رجل من أهل بيتي، اسمه يواطي اسمي). وشاهد آخر من حديثه أخرجه ابن أبي شيبة (٣٧٦٤٨) والطبراني و الدارقطني في الأفراد (٣٦٤٣) ترتيب ابن طاهـــر و أبو نعيم (١٩) والحاكم (٨٤١٣) ولفظه: (لا تذهب الدنيا حتى يبعث الله رجلا من أهل بيتي, يواطئ اسمه اسمي، واسم أبيه اسم أبي, فيملأ الأرض عدلا وقسطا, كما ملئت ظلما وجورا.

کنیت ہے، اور أب سے مراد ان کے جد امجد حضرت حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ یعنی ان کے جدّ (حضرت حسین رضی اللہ) کی کنیت حضور اکرم ﷺ کے والد کی طرح ہو گی یعنی ابو عبد اللہ، کیونکہ وہ محمد بن الحسن عسکری کو ہی امام مہدی مانتے ہیں۔ لیکن یہ سارے تکلفات ہیں۔ محمد بن الحسن عسکری بچپن میں فوت ہو چکے تھے اور اہلِ بیت کی امامت کا منصب ان کے چچا حضرت امام جعفرؒ سنبھال چکے تھے۔

اگر محمد بن الحسن عسکری مہدی ہوتے تو ان کی عمر سات سو سال سے زائد ہوتی جبکہ روایات سے حضرت امام مہدی کی عمر چالیس یا پچاس سال معلوم ہوتی ہے۔ کثیر اور مستند روایات کی روشنی میں راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے والد کا نام "عبد اللہ" ہو گا۔

حدیث (۲۲)

امام مہدی کا عدل

(۲۲) عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قَالَ قَالَ رسولُ الله ﷺ: لَتُمْلَأَنَّ الأرضُ ظُلْمًا وعُدوَانًا، ثُمَّ لَيَخْرُجَنَّ رجلٌ مِن أَهْلِ بيتي حتى يَمْلَأَهَا قِسْطًا وعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وعُدْوَانًا. (1)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ضرور یہ زمین ظلم اور سرکشی سے بھر دی جائے گی، اس کے بعد میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص نکلے گا، اور اسے عدل وانصاف سے ایسا بھر دے گا۔ جیسا کہ یہ ظلم اور سرکشی سے بھری ہوئی تھی۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امام مہدی کی خلافت سے پہلے زمین میں ہر جگہ (یا اکثر جگہ) ظلم اور سرکشی عام ہو چکی ہو گی۔ آپ ظلم کا خاتمہ کرکے عدل و انصاف کا نفاذ کریں گے۔ اور مخلوقِ خدا کو راحت وسہولت مہیا کریں گے۔

(1) عزاه السيوطي في العرف الوردي للحارث بن أبي أسامة، وللحديث شاهد من حديث قرة بن إياس المزني أخرجه البزار (٣٣٢٥) والحارث بن أبي أسامة (٧٨٩) والطبراني ولفظه: (لتملأن الأرض جورا و ظلما، فإذا ملئت جورا وظلما بعث الله رجلا مني، اسمه اسمي و اسم أبيه اسم أبي, فيملؤها عدلا وقسطا كما ملئت جورا وظلما، فلا تمنع السماء شيئا من قطرها ولا الأرض شيئا من نباتها، يمكث سبعا أو ثمانيا، فإن أكثر فتسعا يعني سنين)، قال الهيثمي في المجمع الزوائد (١٢٣٩٦): رواه البزار و الطبراني في الكبير والأوسط من طريق داود بن المحبر بن قحذم عن أبيه، وكلاهما ضعيف .اهـ قال الحافظ في مختصر زوائد البزار: بل داود كذاب.

حدیث (۲۳)

حضرت امام مہدی کے اخلاق

(٢٣) عن ابن مسعود رضي الله عنه قَال قَالَ رسولُ الله ﷺ يَخرُجُ رجلٌ مِن أَهل بيتي، يُوَاطِئُ اسمُه اسمي وخُلُقه خُلُقِي يَمْلَؤُهَا قِسْطًا وعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وجورًا. [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص نکلیں گے، جن کا نام میرے نام جیسا ہو گا، اور اُن کے اخلاق میرے اخلاق کی طرح ہوں گے۔ وہ اس (زمین) کو عدل و انصاف سے ایسا بھر دیں گے جیسا کہ وہ ظلم و جبر سے بھری ہوئی ہو گی۔

تشریح: آپ کے اخلاق نبی اکرم ﷺ کے اخلاق کی طرح ہوں گے، اور انہی اخلاق کے مطابق آپ خلافت چلائیں گے، جہاں نرمی و احسان کی ضرورت ہو گی وہاں نرمی سے کام چلائیں گے اور جہاں سختی ضروری ہو گی وہاں سخت ہوں گے۔ مومنین کے لئے نرم اور کفار و منافقین کے لئے سخت ہوں گے۔ یہی آپ ﷺ کے اخلاق تھے۔

---

(1) عزاه السيوطي في العرف الوردي للطبراني وهو في معجمه الكبير(١٠٢٢٩)

حدیث (۲۴)

حضرت امام مہدی کی عطا

(٢٤) عن أبي سعيد رضي الله عنه قال: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: يَكُوْنُ عِنْدَ انقِطَاعٍ مِّنَ الزَّمَانِ وظُهُوْرٍ مِّنَ الفَتَنِ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهُ الْمَهْدِيُّ يَكُوْنُ عَطَاءُه هَنِيْئًا. [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمانے کے اختتام اور فتنوں کے ظہور کے وقت ایک شخصیت ہوگی جنہیں مہدی کہا جاتا ہو گا۔ آپ کی عطا خوشگوار ہو گی۔

تشریح: آپ کا ظہور علاماتِ قیامت میں سے ہے، آپ کے ظہور کے بعد قیامت کی بڑی نشانیاں ظاہر ہونا شروع ہو جائیں گی، اور فتنے امت پر حملہ آور ہوں گے، اسی کو کہا گیا کہ آپ زمانے کے اختتام اور فتنوں کے ظہور کے وقت ظاہر ہوں گے۔

آپ کا عطیہ خوشگوار ہو گا۔ آپ سے پہلے کے حکمران چاہے وہ الملک العاضّ کے بادشاہ ہوں یا الملک الجبری کے جابر و آمر حکمران ہوں یا جمہوری لیڈر، ان سب کا عطیہ مسلمانوں کے لئے کبھی بھی خوشگوار اور طیّب نہیں رہا ہے، کیونکہ وہ اس کے بدلے ان سے ہر قسم کا جائز وناجائز تعاون کے طلب گار ہوتے، اُن سے اپنی مرضی کے فتاویٰ حاصل کرتے اور ظلم و سرکشی کے فیصلے اس کے زور پر نافذ کرواتے۔ سلف صالحین ہمیشہ ان کے عطایا سے بچنے کی کوشش کرتے تھے۔ اور حضرت سفیان ثوریؒ کے بقول اگر ہمارے پاس کچھ مال ودولت نہ ہوتا تو یہ حکمران ہمیں رومال بنادیتے۔

---

(1) مصنف ابن أبي شيبه (٤٠٤٣٣)، و عزاه السيوطي في العرف الوردي لنعيم بن حماد في الفتن (٢٤)، ولفظ نعيم: (يخرج رجل من أهل بيتي يقال له السفاح، عند إنقطاع من الزمان، وظهور من الفتن يكون عطاؤه حثيا) (رقم ١٠٥٦) وفي سنده عطية العوفي، وهو ضعيف مدلس، والأعمش وهو أيضا مدلس، وقد عنعنا

آج جدید قومی ریاستوں کا نظام بھی انہی ملازمین پر قائم ہے جنہیں ریاست کچھ حق الخدمت مہیا کرتی ہے اور وہ اس کے بدلے میں پوری ریاستی مشینری چلا رہے ہیں، یہ ریاستیں، خلافت کا متبادل تو کبھی بھی نہیں بن سکی تھیں، البتہ موجودہ دور میں بہت ساری شرعی ممنوعات کو حلال قرار دینا، ظلم و جبر کے فیصلے کرنا، اور اللہ تعالیٰ کی کتاب پر فیصلے کرنے کی بجائے انگریزی قانون کو آئین و دستور بنانا یہ سارے ایسے امور ہیں جو جدید ریاست اپنی ریاستی طاقت کے زور پر نافذ کر رہی ہے۔(قطع نظر اس سے کہ ریاستی نظم کا حصہ بننا فتویٰ کے لحاظ سے کیا درجہ رکھتا ہے)

جبکہ حضرت امام مہدی کے عطایا امت کے لئے حلال و طیّب ہوں گے۔ کیونکہ وہ ان کے بدلے کسی قسم کا مطالبہ نہیں کریں گے اور نہ ہی یہ عطایا کسی مخصوص طبقے کو دئے جائیں گے، بلکہ یہ مسلمانوں کے بیت المال میں سے ہر مسلمان کو ملیں گے اور برابری کی بنیاد پر ملیں گے جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں تھا۔ اور یہ عطایا دین پر اُن کی مدد کریں گے۔

حدیث (۲۵)

حضرت امام مہدی کا سنت پر عمل

(۲۵) عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رسولُ الله ﷺ: يَخْرُجُ رجلٌ مِن أَهْلِ بَيْتِي و[يَعْمَلُ] بِسُنَّتِي ويَنْزِلُ الله [البَرَكَةَ] مِنَ السَّمَاءِ وتَخْرُجُ لَهُ الأَرْضُ بَرَكَتَهَا و تَمْلأُ بِهِ الأرضَ عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلمًا وجَوْرًا ويَعْمَلُ على هٰذِهِ الأُمَّةِ سَبْعَ سِنِيْنَ ويَنْزِلُ بَيْتَ المَقْدِسِ. (1)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص نکلیں گے، اور وہ میری سنت پر عمل کریں گے، اللہ آسمان سے برکت اتارے گا، اور زمین بھی اس کے لئے برکت نکالے گی۔ زمین آپ کے ذریعے عدل سے بھر دی جائے گی، جیسا کہ وہ ظلم سے بھری ہوئی ہو گی۔ اس کے مطابق اس امت میں سات سال تک عمل کرتے رہیں گے۔ اور بیت المقدس میں قیام ہو گا۔

تشریح: حضرت امام مہدی سنت رسول کے مطابق خلافت چلائیں گے، جس طرح رسول اللہ ﷺ نے جاہلیتِ قدیمہ کا خاتمہ کرکے دین کو زندہ کر دیا تھا اسی طرح حضرت امام مہدی جاہلیتِ جدیدہ کو ختم کرکے دین کا دوبارہ احیا کریں گے۔ امام محمد الباقرؒ سے کسی نے پوچھا کہ جب امام کا ظہور ہو گا تو وہ کس کی سیرت پر چلیں گے؟ تو آپ نے فرمایا:

---

(1) عقد الدرر في أخبار المنتظر، عند السيوطي في الموضع الأول (يقول)، وفي الثاني (القطر)، قال الطبراني روى هذا الحديث جماعة عن أبي الصديق، و لم يدخل أحد ممن رواه بينه وبين أبي سعيد الخدري أحد إلا أبو الواصل اهـــ والحديث عزاه السيوطي في العرف الوردي للطبراني في معجمه الأوسط (١٠٧٩)، قال الهيثمي في مجمع الزوائد (١٢٤١٢): رواه الترمذي وابن ماجة باختصار, رواه الطبراني في الأوسط , وفيه من لم أعرفهم.اهـــ

يَهدِمُ مَا قَبلَه كَمَا صَنَعَ رسولُ الله و يَستَأنِفُ الإسلامَ جَدِيدًا (عقد الدرر للسلمي الشافعي)

آپ اپنے سے پہلے والے رائج رسوم کو ختم کریں گے، اور اسلام کو از سرِ نو تازہ شکل میں زندہ کریں گے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کیا۔

مسلمانوں پر دینی لحاظ سے پہلے والا دور لوٹ آئے گا۔

يَمْلأُ الأَرْضَ عَدْلا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا، حَتّیٰ يَكُونُ النَّاسُ علىٰ مِثْلِ أَمْرِهِم الأوَّلِ. [1]

آپ زمین کو عدل سے ایسے بھر دیں گے جیسے وہ ظلم سے بھری ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ لوگ پہلے دور کی طرح دین پر ہوں گے۔

ملا علی قاریؒ نے اس سے یہ استدلال بھی کیا ہے کہ آپ مجتہد ہوں گے اور اپنے اجتہاد کے مطابق سنت پر عمل کریں گے۔

---

(1) (الفتن ۱۰٤۰)

حدیث(٢٦)

حضرت امام مہدی کہاں سے آئیں گے اور آپ کا جھنڈا

(٢٦) عن ثوبان رضي الله عنه قَال: قَالَ رسولُ الله ﷺ: إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّايَاتِ السُّودَ قَدْ أَقْبَلَتْ مِن خُرَاسَانَ فَأْتُوْهَا ولَو حَبْوًا عَلى الثَّلْجِ فَإِنَّ فيها خَلِيْفَةَ الله الْمَهْدِيّ.[1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کالے جھنڈوں کو دیکھو کہ وہ خراسان کی طرف سے آ گئے تو ان کے پاس جاؤ چاہے تمھیں برف پر گھسیٹ کر جانا پڑے۔ کیونکہ ان میں اللہ کے خلیفہ مہدی ہوں گے۔

تشریح: علامہ اصفہانی نے اس روایت سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت امام مہدی کا جھنڈا سیاہ ہو گا اور آپ ان مجاہدین میں شامل ہوں گے۔ اتنی بات تو درست ہے کہ آپ کا جھنڈا سیاہ ہو گا اور اس پر البیعة للہ لکھا ہو گا لیکن آپ خود خراسانی جھنڈوں میں شامل ہوں گے ایسا نہیں ہے، بلکہ آپ بیعت سے پہلے کسی وقت خراسانی جھنڈوں میں شامل رہے ہوں گے۔ اس کے بعد آپ کے ظہور کی تحریک اٹھے گی تو آپ خراسان چھوڑ کر یمن آ چکے ہوں گے اور آپ کے خروج کی ابتدا یمن سے ہی ہو گی جس کے بعد آپ مکہ جائیں گے، جہاں آپ کی بیعت ہو گی۔ عقد الدرر کی ایک روایت ہے کہ:

يخْرُجُ مِن قَرية مِن قُرى جُرُش في ثلاثين رَجُلا فَيبلُغُ الْمُؤمِنِين خُرُوجُه فيأتُونَه مِنْ كُلِّ أَرضٍ يَحِنُّونَ إِلَيه كَمَا تَحِنُّ النَّاقَةُ إِلى فَصِيلِهَا. (عقد الدرر)

---

(1) الحديث عزاه السيوطي في العرف الوردي لأحمد في مسنده (٢٢٣٨٧) ونعيم بن حماد في الفتن (٨٩٦) والحاكم في المستدرك (٨٥٣١) وقال: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، وأقره الذهبي، والمشكاة (٥٤٦١).

”آپ جُرش کی ایک بستی سے 30 افراد کے ساتھ نکلیں گے، مومنین کو جب آپ کے نکلنے کی خبر ملے گی تو وہ ہر خطے سے آپ کی جانب انتہائی اشتیاق میں اس طرح لپکیں گے جس طرح اپنے بچے کی طرف محبت میں آواز نکالتی ہے۔“

اس لئے علامہ محمد بن رسول برزنجی رحمہ اللہ نے الاشاعہ لاشراط الساعہ میں لکھا ہے کہ آپ کا خراسان میں ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہاں سے آپ کی نصرت ہوگی کیونکہ آپ تو مکہ میں ہوں گے۔

فإنَّ فِيهَا خَلِيفَةَ اللهِ المَهدِيّ أي فيها نصرُه و إلَّا فهو حِينَئذٍ بمكة كما مر. (الإشاعة)

اور علامہ السلمی الشافعی رحمہ اللہ نے عقد الدرر میں لکھا ہے:

ولعل معنى قوله عليه الصلاة والسلام: ”فإن فيها خليفة الله المهدي“ أي فيها توطئة وتمهيداً لسلطانه، كما سبق في حديث عبد الله بن الحارث آنفاً. (عقد الدرر)

خراسان جس کا کچھ حصہ افغانستان میں ہے، وہاں سے دو مرتبہ کالے جھنڈوں والے ظاہر ہو چکے ہیں۔ پہلے پہل بنو امیہ کے آخری دور میں ابو مسلم خراسانی کی قیادت میں اہلِ بیت کو حق دلانے کے نام پر جھنڈے نکلے اور ۱۳۲ ہجری میں انہیں اقتدار ملا اور بنو عباس کی خلافت قائم ہو گئی۔ یہ جھنڈے امام مہدی کی نصرت کے لئے نہیں تھے اور نہ ہی امام مہدی کا ظہور ہوا۔

دوسری مرتبہ گزشتہ صدی کے آخر میں افغان جہاد کے دور میں ایک بار پھر کالے جھنڈے ظاہر ہوئے، یہ جھنڈے عرب مجاہدین کے تھے۔ ان کا مطمع نظر محض اقتدار اور طاقت کا حصول نہیں تھا۔ بلکہ امت مسلمہ کی عظمت رفتہ کی بحالی، اور مقبوضات کی خلاصی اور خلافت و شریعت کا قیام تھا۔ اپنے جہادی یلغار، ایمانی طاقت، معتدل منہج اور دعوت و جہاد کے امتزاج کی وجہ سے یہ پہلے والوں سے جدا حیثیت رکھتے تھے۔ خراسان سے ان کی ابتدا ہوئی اور القدس پر ان کی نظریں تھیں جیسا کہ ترمذی شریف کی ایک روایت ہے:

تَخْرُجُ رَايَاتٌ سُودٌ مِنْ خُرَاسَانِ لَا يَرُدُّهَا شَيْءٌ حَتَّى تنصبّ بإيلياء. (الترمذي)

”خراسان سے کالے جھنڈے نکلیں گے، اور ان کے سامنے کوئی چیز رکاوٹ نہیں بن سکے گی یہاں تک کہ انہیں ایلیا (بیت المقدس) میں نصب کیا جائے۔“

80 کی دہائی میں خراسان میں ظاہر ہونے والے یہ جھنڈے عراق سے ہوتے ہوئے شام تک پہنچ چکے ہیں، اگر امام مہدی کا ظہور ہوتا ہے تو یہ ان کے ساتھ مل کر بیت المقدس فتح کریں گے۔

علامہ مناوی نے خلیفۃ اللہ کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ انسانِ کامل ہوں گے، صفاتِ رذیلہ سے پاک اور صفاتِ حمیدہ سے متصف ہوں گے۔ اجتہاد و افتا کے مقام پر فائز ہوں گے۔ البتہ آپ نبی نہیں ہوں گے۔ اور اس میں علامہ طیبی رحمہ اللہ کی تردید ہے کہ انہوں نے خلیفۃ اللہ کا لفظ حضرت داود و آدم علیہما السلام کے سوا کسی اور کے لئے بولنا ممنوع قرار دیا ہے۔

حدیث (۲۷)

مشرق کی جانب سے

(٢٧) عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: بَينَما نحن عِندَ رسول الله ﷺ إذ أَقْبَلَتْ فِتْيَةٌ من بَني هَاشِمٍ فلَمَّا رآهمُ النبيُّ ﷺ اغْرَورَقَتْ عيناه وتَغيَّرَ لَونُه فقَالوا:يَا رسولَ الله! مَا نَزَالُ نرٰى فِي وجهِكَ شيئًا نَكْرَهُه؟ فقَال: إنَّا أهلَ بيتٍ اختَارَ اللهُ لنَا الآخرةَ على الدُّنيا وإنَّ أهلَ بيتي سيَلْقَوْنَ بَعْدِيْ بَلاءً وتَشْرِيْدًا و تطريدا حتى يَأْتِيَ قومٌ مِن قِبَلِ المَشْرِقِ مَعَهُمْ رَاياتٌ سُودٌ فيَسْأَلُوْنَ الحَقَّ فَلا يُعْطَونَه فيُقَاتِلُونَ ويُنْصَرونَ فيُعْطَونَ مَا سَألوا فَلا يَقْبَلُوْنَ حَتى يَدْفَعُوهَا إلى رَجُلٍ مِن أَهلِ بَيْتِيْ فيَمْلَؤُهَا قِسْطًا كَمَا مَلَؤُهَا جَوْرا فمَنْ أَدْرَكَ ذٰلكَ مِنْكُم فَلْيَأْتِهِمْ ولَوْ حَبْوًا على الثَّلْجِ.[1]

---

(1) أخرجه ابن أبي شيبة في مصنفه (٣٧٧٢٧) ونعيم بن حماد في الفتن (٨٩٥) وابن ماجة (٤٠٨٢) زاد نعيم وحده في آخره: (...على الثلج، فإنه المهدي)، قال البوصيري في زوائده (١٤٤١): هذا إسناد فيه يزيد بن أبي زياد الكوفي مختلف فيه، رواه ابن أبي شيبة في مسنده». وأبو يعلى الموصلي بزيادة ونقص ألفاظ، لكن لم ينفرد به زياد بن أبي زياد عن إبراهيم فقد رواهـــ الحاكم في المستدرك عن طريق عمرو بن قيس عن الحكم عن إبراهيم به .اهـــ قلت: رواية الحاكم (٨٤٣٤) التي أشار إليها البوصيري قال الحافظ الذهبي في تلخيصه: هذا موضوع، قال الشيخ أحمد الغماري في إبراز الوهم المكنون حديث حسن، وقال أخوه عبد الله في كتابه المهدي المنتظر (ص٢٨) وذكر قول الذهبي:موضوع، فقال:لا والله ما هو موضوع ومن أين يأتيه الوضع، وليس في رجاله إسناده كذاب ولا وضاع، فالحكم بوضعه مجازفة، لاسيما وله طرق منها ما تقدم عن ابن ماجة، ومنها عن ثوبان، والعجب أن هذا الطريق خرجه الحاكم، وصححه على شرط الشيخين، وأقره الذهبي نفسه .اهـــ

فائدة : قال الحافظ عماد الدين ابن كثير في النهاية بعد ذكره لهذا الحديث: في هذا السياق إشارة إلى ملك بني العباس وفيه دلالة على أن المهدي يكون بعد دولة بني العباس وأنه يكون من أهل البيت من ذرية فاطمة بنت الرسول ﷺ ثم من ولد الحسن والحسين .

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے کہ اتنے میں بنو ہاشم کے کچھ نوجوان آئے، جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا تو آپ کی آنکھیں بھر آئیں، اور آپ کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم آپ کے چہرہ مبارک پر ناپسندیدہ حالت دیکھ رہے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہم اہلِ بیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی بجائے آخرت چنی ہے۔ اور میرے بعد میرے اہلِ بیت آزماش، جلاوطنی اور دور ہٹائے جانے جیسی مصیبتوں کا شکار ہوں گے۔ یہاں تک کہ مشرقی جانب سے ایک قوم آئے گی، جن کے پاس کالے جھنڈے ہوں گے، وہ حق کا مطالبہ کریں لیکن انہیں وہ حق نہیں دیا جائے گا۔ چنانچہ یہ لوگ لڑیں گے اور ان کی نصرت کی جائے گی، پھر انہیں ان کے مطالبے کے مطابق حق دیا جائے گا لیکن یہ لوگ اسے قبول نہیں کریں گے۔ یہاں تک کہ یہ لوگ اسے میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص کے حوالے کریں گے، وہ اس (زمین) کو عدل سے ایسا بھر دیں گے جیسا کہ انہوں نے اسے ظلم سے بھر دیا ہو گا۔ تم میں سے کوئی شخص اس زمانے کو پائے تو وہ ان کے پاس جائے چاہے اسے برف پر گھسٹنا پڑے۔

تشریح: کالے جھنڈے سب سے پہلے افغان جہاد کے دور میں افغانستان میں ظاہر ہوئے، جن کی قیادت پہلے شیخ عبد اللہ عزام شہید رحمہ اللہ نے اور اُن کی شہادت کے بعد شیخ اسامہ بن لادن نے کی۔ 2003 میں عراق پر امریکی حملے تک یہ مجاہدین افغانستان میں تھے۔ اس کے بعد یہ ابو مصعب الزرقاوی کی قیادت میں عراق چلے گئے، جہاں انہوں نے "التوحید والجہاد" کے نام سے تنظیم بنائی، 2006 کی ابتدا میں ان کالے جھنڈوں (جن کی نمائندگی اس وقت القاعدہ کر رہی تھی) اور دوسری مجاہدین تنظیموں کا ایک متفقہ اتحاد وجود میں آیا، جس کا نام مجلس شوریٰ المجاہدین فی العراق رکھا گیا، اس کا مقصد یہ تھا کہ امریکہ کے خلاف مزاحمت منظم کی جائے، چونکہ اسی سال امریکی افواج کے عراق چھوڑنے کا امکان تھا اس لئے مجاہدین کی شوریٰ میں ایک اسلامی امارت یا ریاست کے قیام کی تجویز سامنے آئی، الزرقاوی شوریٰ کے قیام کے بعد جلد ہی شہید ہو گئے اور اکتوبر 2006 میں شوریٰ المجاہدین کا نام تبدیل کر کے

"الدولۃ الاسلامیہ فی العراق" نام رکھا گیا۔ یہ امارت اسلامی، خلافت کے لئے ایک پیچ کی طرح سمجھی گئی۔ اس وقت اس کی قیادت ابو حمزہ المہاجر کے ہاتھوں میں تھی۔

2011 میں امریکہ نے عراق سے انخلا کا اعلان کیا، لیکن یہ لڑائی کا اختتام نہیں تھا بلکہ اس کے بعد اگلا معرکہ شام میں لڑا جانا طے تھا۔ ابو حمزہ المہاجر 2010 میں شہید ہو گئے، جس کے بعد الدولہ کے امیر ابو بکر البغدادی بن گئے۔ اور جب شام میں اسد حکومت کے خلاف بغاوت شروع ہو گئی انہوں نے ابو محمد الجولانی کو شام بھیجا تا کہ وہ اسد حکومت کے خلاف شام میں محاذ کھولیں۔ چنانچہ انہوں نے وہاں جا کر "الجبهة النصرة" کے نام سے الدولہ کی نئی شاخ کا اعلان کر کے کارروائیاں شروع کیں۔ یوں الدولہ نے اپنا نام تبدیل کر کے "الدولہ الاسلامیہ فی العراق و الشام" کر دیا جو داعش کے نام سے زیادہ معروف ہوئی۔ لیکن الدولہ ریاست سے آگے ایک خلافت کے قیام کی فکر کرنے لگی۔

رجب ۱۴۳۵ھ میں الدولہ کے ترجمان ابو محمد العدنانی نے بیان دیا جس میں انہوں نے القاعدہ کو دعوت دی کہ القاعدہ اور الدولہ کو ایک ایسے "مردِ صالح" پر متفق ہونا چاہیئے، جو طاغوت کا انکار، کفر و شرک اور اہلِ کفر سے براءت کرے۔ اُن کے خلاف جنگ کرے، اور ہم سب مل کر اُس کی بیعت کر کے اُسے خلیفہ طے کریں، اور اُس کی نافرمانی کرنے والوں سے لڑیں۔ یہ تفرقہ اور گروہ بندی اور اختلاف ختم کر دیں۔ اور اس کے علاوہ کوئی شرعی امارت باقی نہ رہے۔ یہی حل ہے، اس کے سوا کوئی حل نہیں ہے۔ یہی وہ مطالبہ تھا جو اس روایت میں مذکور ہے کہ وہ حق مانگیں گے لیکن وہ انہیں نہیں دیا جائے گا کیونکہ وہ اس حق کے اہل نہیں ہوں گے۔ یہ حق خلافت کا تھا جس کے وہ اہل نہیں تھے۔ نعیم بن حماد کی کتاب الفتن میں ایک روایت میں یہ صراحت کے ساتھ مذکور ہے:

يَدْعُوْنَ إِلى الحَقِّ و لَيْسُوا مِنْ أَهْلِه (الفتن ٥٧٣)

القاعدہ کو یہ طریق کار قبول نہیں تھا اس لئے انہوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا (اور عملاً انکار کر دیا)۔ چنانچہ الدولہ نے عراق کے سنی علاقوں کو تیزی سے قبضے میں لے لیا، تیل کے کنوؤں پر بھی قبضہ کر لیا، یہاں تک کہ موصل پہنچ گئے اور رمضان 2014 میں خلافت کا اعلان کر دیا۔ خطے کی دیگر

جماعتیں بھی ان کے ساتھ مل گئیں، جس پر القاعدہ نے انہیں پیغام بھیجا کہ یہ معاملہ علمائے کرام کے سامنے رکھ دینا چاہیئے تاکہ وہ اس کا تصفیہ کر سکیں لیکن الدولہ نے کہا کہ اب خلافت کے اعلان کے بعد اس کو ختم نہیں کیا جاسکتا اور القاعدہ کی مذاکرات کی دعوت انہوں نے ٹھکرائی، بلکہ ان کے ساتھ لڑائی کی۔ اور یوں اس حدیث کی پیشن گوئی پوری ہوئی کہ کالے جھنڈوں کو حق کے مطالبے کے باوجود حق نہیں دیا جائے گا۔ لیکن جب انہیں حق دینے کی بات کی جائے گی تو وہ انکار کریں گے۔

در حقیقت یہ حق ان کا تھا ہی نہیں، اگرچہ یہ اہلِ بیت تھے۔ یہ حق امام مہدی کا ہے اور وہی اس کو پورے طور پر نافذ کریں گے۔ ان سے پہلے اعلانِ خلافت کے ذریعے ظلم و جبر نافذ ہو سکتا ہے عدل نہیں، اس لئے اس حدیث میں یہ جملہ قابلِ غور ہے کہ:

فَيَمْلَؤُهَا قِسْطًا كَمَا مَلَؤُهَا جَوْرًا

یعنی امام مہدی خلافت قائم کر کے زمین کو عدل و انصاف سے ایسا بھر دیں گے جیسا کہ "انہوں نے" اسے ظلم سے بھر دیا ہو گا۔ داعش نے قیامِ خلافت کے بعد اپنے سوا سب تنظیموں کو ایک ہی صف میں رکھا اور سب سے لڑائی شروع کی، ان کی توپوں کا رخ کفار سے زیادہ مجاہدین کی طرف رہا ہے، اور جس ظلم کو مٹانے کے لئے یہ لوگ نکلے تھے اُس کا ارتکاب سب سے زیادہ انہوں نے کیا۔

حدیث(۲۸)

حضرت امام مہدی اور عرب بہار کی تحریک

(۲۸) عن حذيفة رضي الله عنه قَالَ سمعتُ رسولَ الله ﷺ يَقُولُ: وَيْحَ هٰذه الأُمَّةِ مِن مُلُوكٍ جبابرةٍ كَيْفَ يَقْتُلُوْنَ ويُخِيْفُونَ المُطِيْعِيْنَ إلا مَن أَظْهَرَ طَاعَتَهُم فَالْمُؤْمِنُ التَّقِيُّ يُصَانِعُهُم بِلِسَانه ويَفِرمِنْهُم بقَلْبه فَإِذَا أرَادَ الله أَن يُعِيْدَ الإسلامَ عزيزًا قَصَمَ كُلَّ جَبَّارٍ عَنِيْد وهُو القَادِرُ على مَا يَشَاء أَن يُصلِحَ أُمَّةً بَعد فَسَادِهَا يَا حُذَيفة! لَو لَمْ يَبْقَ مِنَ الدنيا إلا يومٌ واحِدٌ لَطَوَّلَ اللهُ ذٰلكَ اليومَ حَتّى يَمْلِكَ رَجُلٌ مِن أَهْلِ بَيْتِي تَجرِي المَلاحِمُ على يَدَيْه ويُظْهِرُ الإسلامَ لا يُخْلِفُ وعدَه وهو سَرِيْعُ الحِسَاب.[1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت کے لئے جابر بادشاہوں کی طرف سے بربادی ہے۔ کس طرح (اللہ کی) اطاعت کرنے والوں کو قتل کرتے اور ڈراتے رہتے ہیں۔ مگر جو شخص ان کی اطاعت کرے (تو اسے چھوڑ دیتے ہیں) پس ایسا مومن جو متقی ہو وہ تو اپنی زبان سے ان کے ساتھ معاملہ بنا کر رکھتا ہے جبکہ دل سے وہ ان سے بھاگتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ چاہے کہ اسلام کو دوبارہ غلبہ دے دے۔ تو ہر جابر اور سرکش کی گردن توڑ دے گا۔ وہ ہر اس چیز پر قادر ہے جو وہ چاہے۔ کہ اس امت کے فساد کے بعد اس کی اصلاح کرے۔ اے حذیفہ! اگر دنیا کی زندگی کا صرف ایک ہی دن باقی رہ جائے تو ضرور اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا لمبا کر دے گا یہاں تک کہ میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص حکمران نہ بن جائے۔ جس کے ہاتھوں خونریز جنگیں برپا ہوں گی۔ اسلام غالب آئے گا۔ وہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔

---

(1) أخرجه السلمي الشافعي في عقد الدرر، والسيوطي في الحاوي للفتاوى.

تشریح: حضرت امام مہدی کا ظہور الملک الجبری کے خاتمے پر ہو گا، اس لئے آپ سے پہلے جابر اور سرکش حکام کی حکمرانی ہو گی۔ جن کے ظلم و جبر کا سب سے زیادہ شکار دینی طبقہ ہو گا۔ کیونکہ یہی ان کے منصوبوں کے سامنے رکاوٹ ہو گا۔ ان کے قلمرو میں رہنے والے پاکباز علما بھی بڑی حکمت کے ساتھ اپنے اور معاشرے کے دین کی حفاظت کر رہے ہوں گے۔ بہ ظاہر ان کی اطاعت اور بباطن ان سے نفرت کریں گے۔

پھر جب اللہ تعالیٰ قیامِ خلافت کا فیصلہ فرمائیں گے تو اس کے لئے پہلے سے راستہ ہموار کریں گے، یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے جو ہر ایک اہم معاملے میں جاری فرماتے ہیں۔ جس طرح امام مہدی کے لئے کالے رنگ کے جہادی جھنڈے میدان بنائیں گے، اسی طرح چند سرکش اور خود سَر حکمرانوں کی گردن بھی آپ سے پہلے مروڑ دی جائے گی تاکہ نظامِ جبر کے اختتام کا آغاز ہو اور نظامِ خلافت کے قیام کی تمہید ثابت ہو۔

عالمِ اسلام خصوصا عرب ممالک پر مسلط حکمران خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے بعد قابض تھے، جن کے جبر کی چھری تلے مسلمان بے چینی کی زندگی گزار رہے تھے۔ ایک طرف عوام قوت لایموت سے زندگی کی گاڑی کھینچ رہے تھے تو دوسری جانب حکمرانوں کی عیاشیاں جلتی پر تیل کا کام کر رہی تھیں، کہ 2010 کے آخر میں تونس میں ایک شخص نے احتجاجا خودسوزی کی تو عوام صدر علی بن زین العابدین کے خلاف کھڑے ہو گئے اور ایسی بغاوت ہوئی کہ اسے بھاگتے ہی پڑی اور اس نے سعودی عرب جا کر جان بچائی۔ اس کے بعد احتجاج کا یہ سلسلہ مصر جا پہنچا جہاں حسنی مبارک کے خلاف احتجاج ہوا تو اسے بھی مستعفی ہونا پڑا، اس کے بعد یمن میں احتجاج ہوا تو صدر علی عبد اللہ صالح بھی سعودیہ بھاگ پڑا، پھر لیبیا میں عوامی احتجاج ہوا تو عرصے سے قابض معمر قذافی بھی تخت سے محروم ہوا یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا گیا۔ پھر شامی صدر بشار الاسد کے خلاف بھی عوامی غم و غصہ ابل پڑا جو جلد ہی مسلح تحریک میں تبدیل ہوا، جو ابھی تک جاری ہے۔

آمروں کے خلاف یہ عوامی تحریک در حقیقت حضرت امام مہدی کے ظہور کے لئے ایک تمہید کی حیثیت رکھتی تھی۔ کیونکہ عرصے سے قابض ان حکمرانوں کے خلاف جب عوامی بغاوت شروع ہوئی تو اسے "عرب بہار" کا نام دیا گیا، یہ خیال کیا جارہا تھا کہ عرصے سے ڈیرہ ڈالے جبر کے خزاں کے بعد اب جمہوریت کی بہار آنے والی ہے، عوام کو آزادی ملنے والی ہے۔ لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شد۔ جمہوریت بھی سراب ثابت ہوئی، اور جب مصر میں انتخابات ہوئے تو محمد مرسی مرحوم صدر بنے، لیکن فوجی آمر عبد الفتاح السیسی نے اُن کا تختہ الٹ دیا اور اسلامی جمہوریت کا خواب بھی پورا نہ ہو سکا۔ 12 سال گزرنے کے بعد آج عالمِ عرب اس سے بھی ابتر صورت حال کا شکار ہے۔ تونس میں انتخابات ہوئے، اسلام پسند اکثریت میں آئے لیکن آج وہاں بھی قیس سعید جیسا سیکولر شخص صدر ہے۔ یمن میں صدر عبد ربہ منصور ہادی اقتدار میں آئے، اور وزیرِ اعظم کا عہدہ الاخوان المسلمون کی یمنی یشاخ کے پاس آگیا۔ آج ہادی مستعفی ہو چکے ہیں، اور یمن خانہ جنگی اور سعودی اتحاد کی جارحیت کا بیک وقت شکار ہے۔

یہاں نکتہ سمجھنے کا یہ ہے کہ جب آمروں اور جابروں کے خلاف عوامی بغاوت ہوئی، انہیں رخصت کر دیا گیا، تو اسلام پسندوں کے لئے راستہ صاف ہو گیا، ایسی صورت میں تونس، مصر، یمن میں انتخابات کے نتیجے میں الاخوان المسلمون برسرِ اقتدار آئے، انتہائی قربانیوں اور جدوجہد کے بعد کامیاب ہونے والے یہ مخلص لوگ اس قابل تھے کہ جمہوری دائرے میں اسلامی نظم کے مطابق حکومت چلاتے، ان کی اکثریت دین دار و مخلص ہونے کے ساتھ انتہائی تعلیم یافتہ اور قابل ترین تھی۔ کامیاب ہونے کے بعد ان کے راستے میں روڑے اٹکائے گئے، قدم قدم پر رکاوٹیں ڈالی گئیں، مغرب کے مقامی ایجنٹ اپنے آقاؤں کے اشارے پر انہیں ہر صورت میں ناکام کرنے کی کوششیں کرنے لگے یہاں تک کہ یہ جمہوری حکومتیں بھی سقوط کر گئیں۔

یہی وہ موقع تھا جب یہ سوال پیدا ہوا کہ جب آمر اور مطلق العنان حکمران بھی عدل و انصاف نافذ نہ کر سکے اور اسلامی جمہوریت کو بھی برداشت نہیں کرنے دیا گیا تو اب وہ کون سا راستہ ہے جس کے ذریعے عدل و انصاف کے قیام ممکن ہو، اقامتِ دین کا فریضہ ادا ہو؟ وہ راستہ یقینا خلافت کے قیام کا ہے جو حضرت امام مہدی کے ہاتھوں قائم ہو گی۔

حدیث (۲۹)

امت حضرت امام مہدی کے زمانے میں نعمتوں میں رہے گی

(۲۹) عن أبي سعيد رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: تَتَنَعَّمُ أُمَّتِيْ فِي زَمَنِ المَهْدِيّ نعمةً لم يَتَنَعَّمُوا مِثْلَهَا قَطُّ، يُرْسِلُ الله السَّمَاءَ عليهم مِدْرَارًا وَلَا تَدَعُ الأَرضُ شَيْئًا مِن نَبَاتِهَا إِلَّا أَخْرَجَتْه. [1]

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت مہدی کے دور میں اتنی ناز و نعمت میں رہے گی کہ اس جیسی نعمت میں کبھی نہیں رہی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ اُن پر آسمان سے موسلا دھار بارش برسائے گا۔ زمین اپنی پیداوار نکالے بغیر کچھ نہیں چھوڑے گی۔

---

(1) أخرجه نعيم بن حماد في الفتن (١٠٤٨)، لم يذكره السيوطي في العرف الوردي، و له شاهد أخرجه ابن أبي شيبة في مصنفه ٣٧٦٥٣، حدثني مجاهد قال حدثني فلان رجل من أصحاب النبي ﷺ: أن المهدي لا يخرج حتى تقتل النفس الزكية، فإذا قتلت النفس الزكية غضب عليهم من في السماء ومن في الأرض، فأتى الناس المهدي فزفوه، كما تزف العروس إلى زوجها ليلة عرسها، وهو يملأ الأرض قسطا وعدلا، وتخرج الأرض نباتها، و تمطر السماء مطرها، وتنعم أمتي في ولايته نعمة لم تنعمها قط.

تشریح: مصنَّف ابن ابی شیبہ میں ایک روایت ہے کہ حضرت امام مہدی کے ظہور سے پہلے نفسِ زکیہ کو قتل کیا جائے گا۔ اُن کے قتل پر آسمان و زمین والے دونوں غصہ ہو جائیں گے، (اور حالات اس قدر دگر گوں ہو جائیں گے کہ لوگوں کو نجات کا کوئی راستہ نظر نہیں آرہا ہو گا، ایسے میں امام کو پہچاننے والے لوگ امام کے پاس آکر انہیں بیعت کے لئے مجبور کریں گے) اور بیعت سے پہلے آپ کو اتنا خوبصورت بنا دیں گے جیسا دلہن کو شادی کی رات خوبصورت بنایا جاتا ہے۔ چنانچہ آپ کی بیعت ہو جائے گی اور آپ خلیفہ بن کر زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ نفسِ زکیہ کے ظالمانہ قتل کے اثرات سے زمین کو پاک کر کے عدل کا پاکیزہ نظام نافذ فرمائیں گے۔ جس طرح اُن کے قتل سے آسمان و زمین غضبناک ہو گئے تھے، امام کی بیعت کے بعد زمین و آسمان اپنے خزانوں کے منہ کھول دیں گے۔ اور امت مثالی نعمتوں کے دور میں زندگی گزارے گی۔

نفسِ زکیہ ایک قول کے مطابق کسی مخصوص شخص کا نام نہیں ہے بلکہ ہر بے گناہ جان (بالخصوص بچے) نفسِ زکیہ ہے، اور حضرت امام مہدی کے ظہور سے پہلے جرمِ بے گناہی کے قتل کی کثرت ہو جائے گی۔ چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ نہ بچوں کو چھوڑا جا رہا ہے نہ عورتوں کو اور نہ ہی بوڑھوں اور کمزوروں کو۔ انسانی معاشرہ چند درندوں کے رحم و کرم پر ہے جو خون پینے کے عادی ہیں اور وہ بھی بے گناہوں کا۔ اس لئے آسمان والے بھی ناراض ہیں، سیلابوں، شدید بارشوں، شدید گرمی اور شدید سردیوں کے لپیٹ میں پوری انسانیت مبتلا ہے۔ اور زمین والے بھی ناراض ہیں اور زلزلوں، قتل و قتال اور حکام کے ظلم نے انسانیت کو تباہی کے کنارے لا کھڑا کر دیا ہے۔

اس کا علاج صرف خلافت کا قیام ہے جو حضرت امام مہدی کے ہاتھوں قائم ہو گی۔ آپ ان تمام مظالم کو روک دیں گے، عدل مہیا کریں گے۔ اور امت کو وہ خوشحالی اور نعمتیں ملیں گی۔ جس پر آسمان والے بھی راضی ہوں گے، بارشیں ہوں گی، اوپر سے خیر کے فیصلے آئیں گے اور زمین والے بھی

خوش ہوں گے، چوپایوں کی کثرت ہو گی، لوگ ناز و نعمت میں ہوں گے اور زمین پر اسلام کا نور آب و تاب کے ساتھ چمک رہا ہو گا۔

جب زمین میں نظامِ انصاف قائم ہوتا ہے تو آسمان بھی اپنے برکتوں کے منہ کھول دیتا ہے، اس میں لبرلز اور سیکولرز عناصر کے لئے تنبیہ ہے جو جمہوریت اور مغرب کو ہی انصاف و عدل کا واحد علمبردار سمجھتے ہیں، اور اسلام و شریعت کے نظام کو بے انصافی۔ حالانکہ امت سب سے زیادہ تنگی و ظلم کا شکار اسی نام نہاد سیکولر آزادی و روشن خیالی کے دور میں ہوئی ہے۔ اور عنقریب اللہ تعالیٰ امت کو وہ دَور دکھانے والا ہے جب اسلام کے سائے میں انہیں امن و عدل نصیب ہو گا۔ اور خوشحالی و نعمتوں کا دور دورہ ہو گا۔



حدیث (۳۰)

ساداتِ جنت

(۳۰) عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال سمعتُ رسولَ الله ﷺ يقُولُ: نحن [سبعة] وَلَد عبدِ المُطَّلِب سَادَاتُ أَهْلِ الجَنَّة، أَنَا وأَخِيْ عَلِيّ وعَمِّي حَمْزَةُ وجَعْفَر والحَسَنُ و الحُسَيْنُ و المَهْدِيُّ. [1]

---

(1) أخرجه الحاكم (٤٩٤٠)، و الديلمي (٦٨٤٠)، والخطيب في تاريخ بغداد من طريق شيخه أبي نعيم، قال البوصيري في مصباح الزجاجة: هذا إسناد فيه مقال علي بن زياد لم أر من جرحه ولا من وثقه وباقي الرجال ثقات، وقال المزي في تحفة الأشراف: كذا عنده والصواب عبدالله بن زياد.اهـ، قال ابن كثير في النهاية: كذا أورده البخاري في التاريخ وابن أبي حاتم في الجرح والتعديل وهو رجل مجهول،

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم عبد المطلب کی اولاد میں سے سات افراد جنت کے سردار ہیں۔ میں، میرے بھائی علی، میرے چچا حمزہ، جعفر، حسن، حسین اور مہدی۔

تشریح: حضور اکرم ﷺ سے شروع ہونے والے مبارک افراد کا یہ سلسلۃ الذھب یا سلسلۃ النور ہے، جس کے ایک سرے پر اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ﷺ موجود ہیں جنہوں نے ابتدا میں دین کو قائم فرمایا، حضرت علی اور اہلِ بیت کے دوسرے حضرات نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر اس کی حفاظت و اشاعت کا کام کیا۔ اور آخر زمانے میں ایک بار پھر آپ کے نواسے حضرت امام مہدی اس دین کو دوبارہ زندہ و نافذ فرمائیں گے۔ اور آخر کو اوّل کے ساتھ جوڑ دیں گے۔ خاتم النبیین محمد ﷺ سے لے کر خاتم المجدد ین الامام المہدی محمد بن عبد اللہ علیہ السلام تک کا یہ سلسلہ اس امت کا بہترین حصہ ہے۔

حدیث (۳۱)

امام مہدی کی حکومت

(۳۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رسولُ الله ﷺ: لَوْلَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنيَا إِلَّا لَيْلَةٌ لَمَلَكَ فِيهَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي. [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر دنیا کی زندگی کی صرف ایک رات باقی رہ جائے تو ضرور میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص حکمران بنے گا۔

وهذا الحديث منكر. قال عبد الله الغماري في كتابه المهدي: السند ضعيف لكن للحديث شاهد من حديث أبي أيوب الأنصاري .اهـ

(1) مسند أبي هريرة (٦٦)، صحيح ابن حبان (٤٩٤٠)، الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان (٥٩٥٣)، المعجم الكبير للطبراني عن عبد الله (١٠٢١٦).

تشریح: قیامت کی بعض نشانیوں سے ایسا لگتا ہے کہ اس دنیا کی عمر بہت تھوڑی رہ چکی ہے، امت مسلمہ اپنی تاریخ کے انتہائی کٹھن دور سے گزر رہی ہے۔ اسلام کا غلبہ محض خیال وخواب نظر آتا ہے، لیکن بزبانِ نبوت یہ تسلی دی گئی ہے کہ اگر قیامت قائم ہونے میں صرف ایک رات ہی رہ گئی ہو تب بھی اللہ تعالیٰ اس رات کو اتنا لمبا کریں گے اور اپنے اس وعدے کو ضرور پورا کریں گے جو اس نے اپنے رسول ﷺ کے ساتھ اپنے کلام میں فرمایا ہے کہ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کر کے رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ کے اہلِ بیت میں سے امام مہدی کو پیدا کریں گے جو دین کو غالب اور عدل وانصاف کو عام فرمائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ اس کی مزید تفصیل پیچھے حدیث نمبر () میں گزر چکی ہے۔

حدیث (۳۲)

سعودی شاہی خاندان کا اختلاف

(۳۲) عن ثوبان رضي الله عنه قَالَ قَالَ:رسولُ الله ﷺ: يَقْتَتِلُ عِنْدَ كَنْزِكُمْ ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ ابنُ خَلِيْفَةٍ، ثُمَّ لَا يَصِيْرُ إلى وَاحِدٍ مِنْهُم ثُمَّ تَطْلُعُ الرَّايَاتُ السُّودُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ فيَقْتُلُونَكُمْ قَتْلا لَمْ يَقْتُلْه قَوْمٌ، ثُمَّ يَجِيْءُ خَلِيْفَةُ الله الْمَهْدِيُّ، فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِه فَأْتُوْه فبَايِعُوه ولَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلجِ فَإِنَّه خَلِيْفَةُ الله الْمَهْدِيُّ .[1]

(1) أخرجه ابن ماجة (٤٠٨٤) ، والبزار (٤١٦٣)، قال ابن كثير في النهاية: تفرد به ابن ماجة، وهذا إسناد قوي صحيح اهـ، وقال البوصيري في زوائده: هذا إسناد صحيح رجاله ثقات، رواه الحاكم في

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے خزانے کے پاس تین افراد لڑیں گے، تینوں بادشاہ کے بیٹے ہوں گے۔ پھر کسی کو بھی یہ (بادشاہت) نہیں ملے گی۔ اس کے بعد سیاہ جھنڈے مشرق کی جانب سے آئیں گے اور وہ تمہیں ایسا قتل کریں گے کہ اس جیسا قتل کسی نے نہیں کیا ہوگا۔ اس کے بعد اللہ کے خلیفہ مہدی آئیں گے، جب تم ان کے بارے مین سنو تو ان کے پاس جاؤ اور ان کی بیعت کرو، چاہے برف پر گھسٹنا پڑے۔ کیونکہ یہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہوں گے۔

تشریح: علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث میں کنز یعنی خزانے سے مراد کعبہ کا خزانہ ہے۔ ابن عساکر کی تاریخ دمشق میں کنزکم کی بجائے دار کم کے الفاظ ہیں یعنی بیت اللہ کے پاس۔ بیت اللہ کا خزانہ یہاں کے حجاج و معتمرین سے حاصل ہونے والا زرِ مبادلہ ہے جو سالانہ اربوں ڈالر ہے۔ اور بیت اللہ ہی کی ایک ظاہری برکت اس خطے کو تیل کی دولت کی صورت میں حاصل ہوئی ہے۔ یہاں اقتدار کی لڑائی ان دو بڑے خزانوں کے لئے ہوگی۔

حضرت امام مہدی کا ظہور و بیعت بیت اللہ کے پاس ہوگی اس لئے آپ کے ظہور سے سب سے زیادہ خطرہ حجاز پر قابض خاندان کو ہوگا۔ جنہیں دوسری روایات میں "بنو عباس" یا شیعی مآخذ میں "بنو فلان" کہا گیا ہے اور جن کی بہت سے نشانیاں "آل سعود" میں پوری ہوتی نظر آرہی ہیں۔ اس لئے راجح یہی ہے کہ یہ تین افراد بھی سعودی شاہی خاندان کے افراد ہوں گے۔ خلیفہ سے مراد مطلق حکمران ہے، کیونکہ امام سے پہلے خلافت نہیں ہوگی بلکہ زمین ظلم و جبر سے بھری ہوئی ہوگی۔

المستدرك (٨٤٣٢) من طريق الحسين بن حفص عن سفيان به، وقال: هذا صحيح على شرط الشيخين, ورواه أحمد (٢٢٧٤٦) في مسنده ولفظه: إذا رأيتم الرايات السود وقد جاءت من قبل خراسان فأتوها فان فيها خليفة الله المهدي.اهـ

شاہ عبد اللہ کی وفات پر سعودی شاہی خاندان کا اختلاف سامنے آیا۔ جب شاہ سلمان نئے حکمران بن گئے تو شہزادہ مقرن کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ بعد ازاں روایت سے بالکل ہٹ کر شاہی تاریخ میں پہلی بار نائب ولی عہد کا عہدہ تخلیق کیا اور اس پر اپنے بھتیجے محمد بن نائف کی تقرری کی۔ تین مہینے بعد شہزادہ مقرن سبکدوش ہو گئے اور اور ان کی جگہ محمد بن نائف کو ولی عہد بنایا گیا اور اس کے ساتھ اپنے بیٹے محمد بن سلمان کو نائب ولی عہد بنایا گیا۔ لیکن دو سال بعد 21 جون 2017 کو بن نائف کو بھی برطرف کر کے محمد بن سلمان کو ولی عہد بنایا۔ یعنی شاہ سلمان کی موت کے بعد محمد بن سلمان اگلے سعودی حکمران ہوں گے۔

یوں بہ ظاہر سعودی شاہی تخت کے تین امیدوار سامنے آ چکے ہیں۔

(۱)۔ محمد بن نائف جو دستوری لحاظ سے اولین حقدار سمجھے جاتے ہیں۔

(۲)۔ متعب بن شاہ عبد اللہ جو سابقہ طاقتور حکمران کے بیٹے اور الحرس الوطني السعودي (Saudi Arabian National Guard) کے سربراہ تھے اور اس پر کافی اثر ورسوخ رکھتے ہیں۔

(۳)۔ محمد بن سلمان جو موجودہ جانشین ہیں۔

شاہی خاندان کا یہ سب سے بڑا اختلاف ہے جس میں محمد بن سلمان کی متنازعہ پالیسیوں کی وجہ سے مزید اضافہ ہو رہا ہے۔ اور شاہ سلمان کی موت پر یہ اختلاف مسلح شکل بھی اختیار کر سکتا ہے۔ البتہ "اقتتال" جس کی اس حدیث میں پیشین گوئی کی گئی ہے ضروری نہیں ہے کہ وہ مسلح لڑائی ہی ہو۔ اگرچہ محمد بن سلمان کی تقرری کے وقت فائرنگ کے واقعات بھی پیش آئے جس میں محمد بن سلمان کے زخمی ہونے کی اطلاع تھی، نیز متعب اور بن نائف کو گرفتار کیا گیا ہے اور ان پر تشدد کی خبریں بھی آئی ہیں جو اس اقتتال کی مصداق بن سکتی ہیں۔ اگر آئندہ یہ اختلاف مسلح صورت اختیار کر لیتا ہے تو وہ اس کے خلاف نہیں ہو گا۔

اس لڑائی کے بعد کالے جھنڈوں کے آنے کی پیشین گوئی کی گئی ہے، اگر کالے جھنڈے داعش کے مراد ہوں تو یہ واقع ہو چکا ہے۔ 2014 میں ان کے اعلانِ خلافت کے بعد یہ جزیرۃ العرب میں بھی کارروائیاں کر چکے ہیں، اور اگر کالے جھنڈے شیعوں کے ہوں جو وہ عموما ماتم کے وقت اٹھاتے ہیں تو اس کی ایک امکانی صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ سعودیہ و ایران یا ایران و امریکہ کی جنگ چھڑ جائے اور حزب اللہ اور شیعہ ملیشیائیں اور ان جیسی دیگر جماعتیں یہاں جزیرۃ العرب میں گھس آئیں اور یہاں ایسا قتلِ عام کریں جس کی مثال نہ ملتی ہو۔ اس کی کچھ تفصیل بندہ کی کتاب ظہور امام مہدی اور کالے جھنڈے میں موجود ہے۔



حدیث (۳۳)

برف پر گھسیٹ کر جانا

(۳۳) عن ثوبان رضي الله عنه قال: قَالَ رسولُ الله ﷺ : تَجيْءُ الرَّايَاتُ السُّودُ مِن قِبَلِ المَشْرِقِ كَأَنَّ قُلُوبَهُمْ زُبُرُ الحَدِيد فمَنْ سَمِعَ بِهِمْ فليَأْتِهِمْ فَبَايِعْهُم ولَو حَبْوًا عَلَى الثَّلْج. [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مشرقی جانب سے کالے جھنڈے آئیں گے، گویا ان کے دل لوہے کے ٹکڑے ہیں۔ پس جو شخص ان کے بارے میں سنے تو ان کے پاس جائے اور ان کی بیعت کرو، چاہے برف پر گھسٹنا پڑے۔

تشریح: علاماتِ قیامت کی احادیث میں بسا اوقات کئی واقعات کو اکٹھے ذکر کیا جاتا ہے جس سے قاری کو یہ وہم ہوتا ہے کہ یہ قریب قریب زمانے میں پیش آنے والے واقعات ہیں جبکہ حقیقت میں ان کے درمیان کافی فاصلہ ہوتا ہے اور بیچ میں متعدد اہم واقعات پیش آتے ہیں۔ جن کی تفصیل دوسری روایات میں موجود ہوتی ہے، انہیں سامنے رکھ کر ہی درست اور مکمل منظر بن سکتا ہے۔

یہ کالے جھنڈے جو مشرق سے ظاہر ہوئے افغان جہاد کے دور میں سامنے آئے، اس کے بعد 2003 میں امریکہ کے عراق پر دوسرے حملے کے بعد یہ جھنڈے عراق میں داخل ہوئے اور 2011 میں شام میں بغاوت ہونے کے بعد یہ شام جا پہنچے۔ یہ اپنے دور کے مخلص مجاہدین کے جھنڈے تھے جو مختلف محاذوں پر لڑتے رہے (اگرچہ ان کے درمیان اختلاف بھی ہوا) ان کی منزل بیت المقدس تھی اور ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ یہ جھنڈے خراسان سے نکلیں گے تو بیت المقدس میں جاکر نصب ہوں گے۔

تَخْرُجُ مِنْ خُرَاسَانَ رَايَاتٌ سُودٌ، لَا يَرُدُّهَا شَيْءٌ حَتَّى تُنْصَبَ بِإِيلِيَاءَ. [1]

---

(1) أخرجه نعيم بن حماد (٥٢٣)، و عقد الدرر في أخبار المنتظر، عزاه السيوطي في العرف الوردي أيضا للحسن بن سفيان في (مسنده).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خراسان سے کالے جھنڈے نکلیں گے، انہیں کوئی چیز روک نہیں سکے گی یہاں تک کہ یہ ایلیاء یعنی بیت المقدس میں نصب کئے جائیں گے۔

ان کے دل لوہے کے ٹکڑوں کی طرح مضبوط ہوں گے، اور دشمن کے مقابلے میں یہ سخت ہوں گے۔ جو شخص ان کے بارے میں سنے وہ ان کے پاس جائے، اور امام کی بیعت کرلے۔

بہ ظاہر اس کا مقصد یہ ہے کہ جب کالے جھنڈے ظاہر ہو جائیں گے تو وہ امام کے لئے راستہ صاف کریں گے۔ یہ جہادی جھنڈے امت میں جہاد کی مردہ سنت کو زندہ کریں گے، دین کے احیا کی فکر عام کریں گے۔ نفاذِ شریعت و اقامتِ دین کے لئے جدوجہد کریں گے۔ ان کی یہ تحریک حضرت امام مہدی کے ظہور تک جاری رہے گی اور جب ان کی بیعت ہو جائے گی تو یہی ان کا لشکر بنیں گے۔ اس لئے یہاں ان کی بیعت سے مراد کالے جھنڈوں کی بیعت نہیں ہے بلکہ "امام مہدی کی بیعت" ہے۔ کیونکہ اسی معنی میں اس سے زیادہ مستند روایت جو حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ ہی سے منقول ہے اور جسے امام حاکم نے مستدرک میں ذکر کیا ہے اس میں تین افراد کے اقتدار پر لڑنے کا ذکر ہے، (جو ابھی اوپر گزر چکی ہے) جس میں کسی ایک کو بھی اقتدار نہیں ملے گا کہ اس دوران کالے جھنڈے آکر قتلِ عام کریں گے۔ یہاں تک دونوں روایتوں کا مشترکہ مضمون ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے جو بات ارشاد فرمائی وہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بھول گئے۔ پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جب تم انہیں دیکھو تو ان کی بیعت کر لو کیونکہ وہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہیں۔ اور اگرچہ تمہیں برف پر گھسیٹ کر جانا پڑے۔

البتہ برف پر گھسٹنے میں یہ اشارہ ہے کہ امام کی بیعت مکہ میں ہوگی، جو انتہائی گرم خطہ ہے۔ لیکن اس دور میں اس خطے میں موسمیاتی تبدیلی کے باعث برف باری بھی ہو سکتی ہے۔ اس لئے تاکید کے طور پر فرمایا کہ امام کے پاس برف میں بھی جاسکو تو ضرور جاؤ۔

---

(1) (الترمذي٢٢٦٩، مسند أحمد٨٧٨٥، الطبراني في الأوسط٣٥٦٠)

حدیث (۳۴)

دلوں کی الفت

(٣٤) عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قَالَ: قلتُ: يَا رسولَ الله! المَهْدِيُّ مَّنا آلَ محمد المهدي أَمْ مِنْ غَيْرِنَا ؟ فقَال رسولُ اللهﷺ: لا، بَلْ مِنَّا، بنَا يَخْتِمُ الله به الدِّيْنَ، كَمَا فَتَحَ بنَا، وبنَا يُنْقَذُوْنَ مِنَ الفِتَنِ كَمَا انْقِذُوا مِنَ الشِّرْكِ، و بنَا يُؤَلِّفُ الله بَيْنَ قُلُوبِهِم بعدَ عَدَاوَةِ الفِتْنَة إِخْوَانا، كَمَا أَلَّفَ بَيْنَهُم بعدَ عَدَاوَة الشِّرْك، وبنَا يُصْبحُونَ بعدَ عداوةِ الفتنة إِخْوَانًا، كَمَا أَصْبَحُوا بعدَ عداوةِ الشِّرْكِ إخوانًا في دِيْنِهِمْ. [1]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا مہدی ہم آل محمد میں سے ہوں گے یا ہمارے علاوہ کسی دوسرے خاندان سے ہوں گے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ ہم ہی میں سے ہوں گے۔ ہم ہی کے ذریعے اللہ آخر زمانے میں دین کو غلبہ دیں گے جیسا کہ ہم سے اس دین کا آغاز ہوا، اور ہمارے ہی ذریعے سے وہ فتنوں سے بچیں گے جیسا کہ وہ شرک سے بچے تھے۔ اور ہمارے ذریعے سے اللہ تعالیٰ دلوں کو جوڑ دیں گے، جب کہ فتنوں کے ذریعے ان میں دشمنی پیدا ہو گئی تھی۔ جیسا کہ اللہ نے شرک کی دشمنی کے بعد ان کے دلوں کو جوڑ دیا تھا۔

تشریح: جس طرح یہ امت ابتدا میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے شرک میں مبتلا تھی تو رسول اللہ ﷺ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اس کو شرک کی گندگی سے نکال دیا تھا اور یہ شرک کے دور کی دشمنی سے نکل کر بھائی بھائی بن گئے تھے۔ آخر زمانے میں جب یہ امت فتنوں میں مبتلا ہو جائے گی تو آل محمد

---

(1) رواه الطبراني في المعجم الأوسط (١٥٧)، قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط وفيه عمرو بن جابر الحضرمي، وهو كذاب. و رواه نعيم بن حماد في كتاب الفتن (١٠٨٩) وفي سنده الوليد بن مسلم, وهو ثقة لكنه كثير التدليس والتسوية وقد عنعنه, وفيه انقطاع أيضا فمكحول لم يسمع من علي.

صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعے یہ امت خلاصی پائے گی اور ان کے دلوں میں فتنوں کی عداوت کے بعد الفت و محبت پیدا کر دی جائے گی، مسلکی و فرقہ وارانہ اختلافات ختم ہو کر محبت پیدا ہو جائے گی۔ ملکوں کی باہمی نفرت و دشمنیاں ختم ہو کر سب مسلمان یک جان ہو جائیں گے۔

حدیث (۳۵)

امام مہدی کے بعد زندگی میں کوئی خیر باقی نہیں رہے گی

(۳۵) عن ابن مسعود رضي الله عنه قال:قَال رسولُ الله ﷺ: لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدنيا إلا ليلةٌ لَطَوَّلَ اللهُ تِلْكَ الليلةَ حَتى يَمْلِكَ رجلٌ من أهلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُه اسْمِي واسمُ أَبِيْه اسمُ أَبِيْ يَمْلَؤُهَا قِسْطًا وعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وجوْرًا ويَقْسِمُ المالَ بِالسَّوِيَّةِ و يَجْعَلُ اللهُ الغِنٰى فِيْ قُلُوبِ هٰذِهِ الأُمَّةِ فَيَمْكُثُ سَبْعًا أَوْ تِسْعًا ثُمَّ لا خَيْرَ في الحياةِ بعدَ المَهْدِيّ.[1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر دنیا کی زندگی کی صرف ایک ہی رات باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس رات کو اتنا لمبا کر دے گا یہاں تک کہ میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص حکمران بن جائے گا، جس کا نام میرے نام جیسا اور اُس کے والد کا نام میرے والد کے نام جیسا ہو گا۔ وہ اس زمین کو عدل و انصاف سے ایسا بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جبر سے بھری ہوئی ہو گی۔ وہ مال کو برابری کی بنیاد پر تقسیم کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس امت کے دلوں کو غنی کر دے گا، وہ سات سال یا نو سال تک رہیں گے۔ پھر مہدی کے بعد زندگی میں کوئی خیر باقی نہیں رہے گی۔

تشریح: قیامت سے پہلے اگر چہ یہ امت شدید آزمائشوں کا شکار ہو گی، اس کے سر پر کفار کا تسلط ہو گا، دین و شریعت کا قیام ایک خواب و خیال بن کر رہ جائے گا۔ ظلم و جبر عام ہو جائے گا تو ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ حضرت امام مہدی کو ظاہر کریں گے اور زمین پر انہیں تمکین دیں گے، دشمنوں کو مغلوب کر دیں گے اور خوف کی فضا کو امن سے تبدیل کر دیں گے۔

---

(1) صحيح ابن حبان (٤٩٤٠)، المعجم الكبير للطبراني (١٠٢١٦، ١٠٢٢٤)، عقد الدرر في أخبار المنتظر.

کیونکہ اختلافات حقوق نہ ملنے کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں جس کے نتیجے میں ظلم و بے انصافی عام ہو جاتی ہے۔ اور جب امام کے دور میں ہر شخص کو اس کا حق ملے گا کوئی کسی پر ظلم نہیں کرے گا تو اختلافات کی کوئی گنجائش نہیں ہو گی۔

آپ کے بعد زندگی میں کوئی خیر باقی نہیں رہے گی کیونکہ آپ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ اکٹھے ہو گا اور آپ کے بعد جلد ہی وہ بھی وفات پا جائیں گے۔ اور اس کے بعد اہلِ ایمان بھی ایک ایک کر کے رخصت ہو جائیں گے اور زمین میں صرف بدکار لوگ رہ جائیں گے جن پر قیامت قائم ہو گی۔ اس لئے آپ کے بعد زندگی میں کوئی خیر باقی نہیں رہے گی۔

حدیث (۳٦)

فتح قسطنطینیہ

(۳٦) عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدنيا إلا يومٌ لطَوَّلَهُ الله حَتّٰى يَمْلِكَ رجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يَفْتَحُ القُسْطُنْطِيْنِيَّةَ و جَبَلَ الدَّيْلَم] ولَوْ لَمْ يَبْقَ إِلا يومٌ لَطَوَّلَ اللهُ ذٰلِكَ اليَوْمَ حَتّٰى يَفْتَحَهَا.[1]

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر دنیا کی زندگی کا صرف ایک دن باقی رہ جائے تو ضرور اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا لمبا کر دے گا یہاں تک کہ میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص حکمران بن جائے گا۔ وہ قسطنطینیہ اور دیلم کے پہاڑوں کو فتح کریں گے۔

تشریح: حضرت امام مہدی کی سب سے بڑی جنگ رومی عیسائیوں کے ساتھ ہوگی جسے احادیث میں الملحمۃ الکبریٰ کہا گیا ہے یعنی (عظیم خونریز جنگ) اس جنگ کے بعد عیسائی مغلوب ہو جائیں گے، اور مسلمانوں کے ایک بڑے دشمن کا خاتمہ ہو چکا ہو گا۔ اس کے بعد عیسائیوں کے دو مراکز اور باقی ہوں گے ایک رومیہ اور دوسرا قسطنطنیہ، یہ دونوں بھی فتح ہوں گے۔ قسطنطنیہ جنگِ عظیم کے چھ سال بعد ہو گا۔ یہاں بہ ظاہر عیسائیوں کا قبضہ ہو گا۔

یہ شہر پہلے بھی بازنطینی عیسائیوں کا مرکز تھا جسے سلطان محمد الفاتح نے 1453ء/۸۵۷ھ میں فتح کیا تھا اور یہ شہر خلافت عثمانیہ کا دارالخلافہ بن گیا تھا۔ خلافت کے خاتمے کے بعد مصطفیٰ کمال اتاترک

---

(1) أخرجه البيهقي في البعث والنشور (۱۳۷)، والبزار (۹۰۱۵)، وابن ماجه (۲۷۷۹). قال البوصيري في زوائده: هذا إسناد فيه مقال، قيس هو ابن الربيع ضعفه أحمد وابن المديني و وكيع والنسائي و الدارقطني، وقال أبو حاتم: ليس بالقوي ومحله الصدق، وقال العجلي: كان معروفا بالحديث صدوقا، وقال ابن عدي: رواياته مستقيمة قال: والقول فيه ما قال شعبة، انه لا بأس به.

نے دارالحکومت یہاں سے انقرہ منتقل کر دیا تھا۔ حضرت امام مہدی کے دور میں یہ شہر ایک بار پھر مجاہدین کے قدموں تلے آئے گا اور وہ اسے کسی اسلحہ کے بغیر تکبیر کے نعروں سے فتح کریں گے۔

دیلم ایران کے موجودہ صوبے "گیلان" (جیلان) کا قدیم نام ہے، یہ علاقہ بحیرہ قزوین (بحیرہ خزر) کے بالمقابل ہے۔ اس خطے کی جانب بھی امام مجاہدین بھیجیں گے جو یہ علاقہ فتح کریں گے۔

حدیث (۳۷)

جابر بادشاہوں کے بعد

(۳۷) عن قیس بن جابر الصدفي عن أبیه عن جده أَنَّ رسولَ الله ﷺ قَالَ: سَيَكُوْنُ بَعْدِيْ خُلَفَاءُ ومِنْ بعد الخُلَفَاء أُمَرَاءُ و مِن بَعدِ الأُمَرَاء مُلُوكٌ ومِنْ بَعْدِ الْمُلُوْكِ جَبَابِرَةٌ ثُمَّ يَخرُجُ رجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يَمْلَأُ الأَرْضَ عَدْلا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا ثُمَّ يُؤَمَّرُ بَعده القَحْطَانِيُّ فَوَالَّذِي بَعَثَنِيْ بِالحَقِّ مَا هُوَ دُوْنَه. (1)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد خلفا ہوں گے، اور خلفا کے بعد امرا ہوں گے، اور امرا کے بعد بادشاہ ہوں گے، اور بادشاہوں کے بعد جابر لوگ ہوں گے۔ اس کے بعد میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص نکلے گا جو زمین کو عدل سے ایسا بھر دے گا جس طرح وہ ظلم سے بھری ہوئی ہوگی۔ اس کے بعد قحطانی کو امیر بنایا جائے گا، پس قسم اس ذات کی جس نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے وہ اُن سے کمتر نہیں ہوگا۔

تشریح: آپ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام ہی آپ کے جانشین بن کر مسلمانوں کے امام مقرر ہوئے، یہ سب خلفا تھے اور راشدین تھے یعنی رُشد وہدایت پر قائم تھے۔ ان کا سلسلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تک تھا، ان کے بعد امارت کا نظم شورائیت سے ملوکیت میں تبدیل ہوگیا۔ اور یہ سلسلہ بنو امیہ، بنو عباس اور بنو عثمان یعنی سلطنت عثمانیہ تک چلتا رہا۔ یہ سب اُمرا اس معنی میں خلفا تھے کہ اپنے سے پہلے

(1) المعجم الكبير للطبراني (۹۳۷) معرفة الصحابة لأبي نعيم (۱۵۳۸). قال الهيثمي في المجمع (۸۹۶۵): فيه جماعة لم أعرفهم. وقال الحافظ في الإصابة (۹۶۶۵): الراوي له عن الأعمش حسين بن علي [الكندي] لا أعرفه ولا أعرف حال جابر والد قيس.اهـ وقال أيضا في فتح الباري: ضعيف الإسناد. و الحديث أخرجه ابن عساكر في ترجمة حسين بن علي الكندي مولى ابن جريج اهـ .

حکمران کے جانشین تھے اور دین کو قائم رکھنے والے، جہاد کرنے والے اور شریعت نافذ کرنے والے تھے جیسا کہ بخاری شریف کی روایت میں ہے۔
وإنَّه لا نَبِيَّ بَعْدِي، وسَيَكونُ خُلَفاءُ فَيَكْثُرُونَ

میرے بعد خلفا ہوں گے اور بہت ہوں گے۔

لیکن موروثیت کی وجہ سے یہ ملوک تھے، جس نے خلافت کا وہ معیار باقی نہیں رہنے دیا جو خلفائے راشدین کا تھا۔ ملوکیت کا یہ سلسلہ خلافت عثمانیہ پر ختم ہوا تو الملک الجبري کا دور شروع ہوا اس لئے اس دَور کے حکام کو جبابرہ کہا گیا۔ چنانچہ جابر بادشاہوں کا یہ سلسلہ چلتا رہا اور امت ان کے قبضے میں سسکتی رہی، استعمار کی یہ نشانی امت پر مسلط رہی یہاں تک 2011 میں بہت سے جابروں کے تخت الٹ دیئے گئے اور اب ایسی صورت حال ہے کہ کسی جابر یا آمر کا مکمل کنٹرول نہیں ہے۔ جو اکّا دکّا مضبوط حکومتیں نظر آتی ہیں یہ بھی عنقریب گرنے والی ہیں اور امام کے ظہور سے پہلے یہاں بھی انتشار پھیل جائے گا۔ آپ تشریف لائیں گے تو زمین کو عدل ملے گا اور ظلم ختم ہو جائے گا۔

آپ کے بعد قحطانی امیر ہوں گے، ممکن ہے کہ یہ آپ کے نائب بن کر کسی مخصوص خطے میں امیر بنیں، کیونکہ آپ کی حیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے اور اُن کی حیات ہی میں امام مہدی کا انتقال ہو جائے گا۔ حضرت امام مہدی اس امت کے آخری امیر ہوں گے۔ جیسا کہ روایات میں صراحت ہے:
ثُمَّ يَخْرُجُ رجُلٌ مِن أَهلِ بَيتِ النَّبِيِّ ﷺ مَهدِيٌّ حَسَنُ السِّيرَةِ يَفْتَحُ مَدِيْنَةَ قَيصَرَ و هُوَ آخِرُ أَمِيرٍ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ (نعيم بن حماد في كتاب الفتن)

حدیث (۳۸)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے

(۳۸) عن أبي سعيد رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ : مِنَّا الَّذِيْ يُصَلِّيْ عِيْسٰى بنُ مَرْيَمَ خَلْفَه .[1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم میں سے ہی وہ شخصیت ہو گی جن کے پیچھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھیں گے۔

(1) قال للحافظ ابن القيم في المنار المنيف (ص ١٣٤), ثم قال بعده: وهذا إسناد لا تقوم به حجة لكن في صحيح ابن حبان من حديث عطية بن عامر نحوه .اهـ وقال العلامة الألباني رحمه الله: صحيح، السلسلة الصحيحة (٢٢٩٣)

حدیث (۳۹)

امام مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام کریں گے

(۳۹) عن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: يَنْزِلُ عِيسٰى بنُ مريمَ فيَقُولُ أميرُهم المهديُّ: تعالَ صَلِّ بِنَا فيَقُوْلُ: أَلَا وَ إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِمَةً لِهٰذِهِ الأُمَّة. (1)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو مسلمانوں کے امیر حضرت امام مہدی ہوں گے، وہ کہیں گے: آیئے ہمیں نماز پڑھائیں۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے: تم آپس میں ایک دوسرے کے امیر ہو، یہ اس امت کے لئے اکرام وشرف ہے۔

تشریح: جس وقت دجال نے بیت المقدس میں حضرت امام مہدی کا محاصرہ کرر کھا ہو گا، اس وقت نماز کے لئے اقامت کہی جاچکی ہو گی کہ اتنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ حضرت امام مہدی اُنہیں دیکھ کر کہیں گے اے اللہ کے نبی! ہمیں نماز پڑھایئے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے: کہ اس امت کے افراد آپس میں ایک دوسرے پر امیر ہیں، یہ ان کی شرافت واکرام کی وجہ سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو بخشی ہے۔

---

(1) صحيح الجامع الصغير (٥٧٩٦)، عزاه ابن القيم في المنار المنيف لابن أبي أسامة في مسنده وساق سنده ثم قال: هذا إسناد جيد. قال الألباني في السلسة الصحيحة: وهو كما قال ابن القيم رحمه الله فإن رجاله كلهم ثقات، من رجال أبي داود، وقد أعل بالانقطاع بين وهب (بن منبه) وجابر. ثم ساق كلاما يثبت فيه سماع وهب منه .اهـــ بتصرف، و يشهد له حديث جابر في صحيح مسلم (لا تزال طائفة من أمتي يقاتلون على الحق, ظاهرين إلى يوم القيامة قال: فيترل عيسى بن مريم عليه السلام فيقول أميرهم: تعال صل لنا، فيقول: لا إن بعضكم على بعض أمراء تكرمة الله هذه الأمة.

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امام مہدی کا آگے بڑھ کر امامت کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہونے کی دلیل نہیں ہے، بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام افضل ہیں۔ لیکن یہ بتانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے مقتدی بنیں گے کہ وہ نائب بن کر آئے ہیں اور شریعتِ محمدیہ کے تابع ہوں گے۔ جب مقتدی بن کر یہ بات واضح ہو جائے گی تب آپ امام اور مہدی مقتدی ہوں گے۔ امام ابن جوزیؒ نے فرمایا:

"اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آگے بڑھ کر امامت فرمائیں تو ذہن میں یہ اشکال پیدا ہو سکتا ہے کہ آپ نائب بن کر تشریف لائے ہیں تو کیوں آگے بڑھے۔ اور لا نَبِيَّ بَعْدِيْ (میرے بعد کوئی نبی نہیں) کی حدیث کی وجہ سے بھی شبہ ہو سکتا ہے کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد کیسے نبی آئے، لیکن جب آپ مقتدی بن کر نماز پڑھیں گے تو یہ سارے شبہات و اشکالات خود ہی ختم ہو جائیں گے۔" (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية)

حدیث (۴۰)

حضرت امام مہدی آخری امیر

(٤٠) عن عبدالله بن عباس رضي الله عنه قال: قَالَ رسولُ اللهِ ﷺ: لَنْ تُهْلَكَ أُمَّةٌ أَنَا أَوَّلُهَا وعِيْسٰى فِيْ آخِرِهَا والمَهْدِيُّ فِيْ وَسطِهَا. [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ امت ہرگز ہلاک نہیں ہوگی جس کے شروع میں، میں ہوں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر میں ہوں اور مہدی آخر میں ہوں۔

تشریح: اس روایت میں وسطیت سے مراد یہ نہیں ہے کہ حضرت امام مہدی بالکل درمیان میں ہوں گے بلکہ وسطیت یہ ہے کہ زمانی فاصلے سے قطع نظر اول کے بعد اور آخر سے پہلے ہوں گے۔

آپ ﷺ کی برکت سے امت کو کفر و گمراہی سے نجات ملی۔ اور قیامت تک جتنا بھی خیر باقی ہوگا یہ سب آپ ہی کی برکت ہے۔ البتہ امت کے آخر زمانے میں چار فتنوں کا تذکرہ ملتا ہے: فتنۃ الاحلاس، فتنۃ السراء، فتنۃ الدہیما اور فتنہ الدجال۔ فتنۃ الاحلاس سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے شروع ہوا اور خلافت عثمانیہ کے اختتام تک جاری رہا۔ اس کے بعد فتنۃ السرا شروع ہوا جب تیل کی دولت نکل آئی۔ اور نائن الیون یا عرب بہار کے بعد فتنۃ الدہیما شروع ہوا۔ حضرت امام مہدی کے ظہور کی برکت سے فتنۃ الاحلاس اور فتنۃ السرا کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور فتنۃ الدہیما کھل جائے گا۔ جس کے بارے میں احادیث میں تصریح ہے کہ اس فتنے میں ایمان و نفاق کے دو الگ خیمے بن جائیں گے۔ اور یہی فتنہ لوگوں کو دجال کے حوالہ کرے گا۔ نفاق کے خیمے والے دجال کے ساتھی ہوں گے اور ایمان والے حضرت امام

---

(1) الحديث أخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق وابن المغازلي في مناقب علي (٤٤٩) من طريق أبي نعيم, و الجويني في فرائد السمطين في فضائل السبطين (٥٩٢) من طريق محمد بن إبراهيم الإمام عن أبي جعفر المنصور.

مہدی کا ساتھ دیں گے۔ اور پھر آخری فتنے کے خاتمے کے لئے اللہ تعالیٰ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے نازل کریں گے۔

تم بعون الله والحمد لله و صلى الله على نبيه محمد و على آله الطيبين الطاهرين و أصحابه أجمعين.